پاکستان کا آئین، قانون اور جمہوری نظام

غیر اسلامی ہے۔

......☆☆......

تالیف

مولانا **محمد عبد العزیز** غازی

خطیب لال مسجد اسلام آباد

بسم الله الرحمن الرحیم

یٰـاَیُّهَـا الَّـذِیْـنَ آمَـنُـوْا اُدْخُـلُـوا فِی السِّلْمِ کَـافَّۃً وَلَا تَتَّبِعُوْا خُـطُـوَاتِ الشَّیْـطَانِ اِنَّهٗ لَکُمْ عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ وَقَالَ تَعَالٰی اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامِ وَقَالَ تَعَالٰی وَمَن یَّبْتَغِ غَیْرَ الْاِسْلَامِ دِیْنًا فَلَن یَّـقْبَـلَ مِنْهُ وَقَالَ تَعَالٰی: اَفَحُکْمَ الْجَاهِلِیَّۃِ یَبْغُوْنَ و مَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللهِ حُکْماً لِقَوْمٍ یُّوْقِنُوْنَO

بے حساب قدرتوں اور عظمتوں والا رب

اللہ تبارک وتعالی بے حساب عظمتوں قدرتوں اور شان والے ہیں کائنات کی ہر چیز اللہ تبارک وتعالی کی قدرت اور عظمت اور شان کی گواہی دے رہی ہے اللہ تبارک وتعالی جو بھی چیز تخلیق فرماتے ہیں وہ بے عیب تخلیق کرتے ہیں سارا جہاں مل کر سارے جہاں کے ماہرین مل کر اللہ تعالی کی کسی تخلیق میں کوئی عیب نکال نہیں سکتے اللہ تبارک وتعالی نے سورج، چاند، ستارے، ہوائیں، کہکشائیں، زمین، سمندر، دریا، درخت، پھل، پھول، سبزیاں، جانور، پرندے، درندرے، کیڑے، مکوڑے، انسان، جن، فرشتے، اپنی عظمت اور قدرت سے تخلیق کئے سارا جہاں مل کر ان سب چیزوں میں بحثیت سسٹم کوئی عیب نکال نہیں سکتا اسی طرح اللہ تبارک وتعالی نے اس جہاں کے انتظامی امور کو چلانے کے لیے قرآن وسنت کی عظیم نعمت ہمیں عطا کی ہے جن میں زندگی کے ہر موڑ کے اتنے عظیم رہنما اصول اور ہدایات موجود ہیں کہ اگر ان کو اپنا لیا جائے تو یہ زمین امن وامان کا گہوارہ بن جائے اور زندگیاں پرسکون بن جائیں۔

اہم بات

غور طلب بات ہے کہ جب اللہ تبارک وتعالی نے اس جہاں میں ہماری ضرورت کی ایک ایک چیز کو حسین انداز میں اس جہاں میں رکھا ہے یہاں تک کہ اس جدید دور میں بھی جن جن چیزوں کی ضرورت پیش آرہی ہے مثلاً قسم قسم کی دھاتیں، گیسیں، پٹرول، ڈیزل، یہ بھی اللہ تبارک

وتعالی نے زمین کی تخلیق کے وقت زمین میں سمو دی ہیں نئی سے نئی ایجادات میں مختلف چیزوں کی ضرورت پیش آ رہی ہے جب ماہرین اس پر غور کرتے ہیں تو وہ زمین میں پہلے سے موجود ہے اس عظیم رب نے جس نے ہماری چھوٹی چھوٹی ضرورتوں کو بھی مدنظر رکھا تو کیا اللہ تبارک وتعالی نے چلانے کا طریقہ جو انتہائی اہم چیز ہے زمین کا نظام حکومت ہمیں نہیں بتلایا ہرگز ایسا نہیں قرآن وحدیث کا مطالعہ کریں اور قرآن وحدیث سے مرتب شدہ قوانین کی کتابوں کا مطالعہ کریں تو انسانی عقل دنگ رہ جاتی ہے کہ اتنے عظیم رہنما اصول اور ضابطے قرآن وحدیث نے بیان کئے ہیں جو انسانی تصور سے باہر ہیں آپ ﷺ اور صحابہ کرام نے قرآن وسنت کو عملا زمین پر نافذ کیا اور قرآن وسنت کے اندر زندگی کے ہر شعبے سے متعلق جو عظیم رہنما اصول اور ہدایات ہیں ان کو اپنی زندگیوں اور رعایا کی زندگیوں پر نافذ کیا تو زمین پر ہر طرف بہاریں ہی بہاریں تھیں اور مسلمان تھوڑے عرصے میں دنیا کے ایک بڑے حصے پر حکمرانی کر رہے تھے اور اہل کفر مسلمانوں کے نام سے کانپا کرتے تھے اور مسلمانوں نے زندگی کے ہر شعبے میں عظیم کارنامے انجام دیئے۔

عظمتوں والے رب کا بے عیب نظام

اللہ تبارک وتعالی بے حساب عظمتوں اور قدرتوں والے ہیں اللہ تبارک وتعالی کوئی بھی چیز بناتے ہیں بے عیب بناتے ہیں اس کا سورج چاند، ستارے، ہوائیں، زمین، پھل، پھول، سبزیاں، انسان، درندے، پرندے، ہر چیز بے عیب ہے ان سب میں بے عیب سسٹم ترتیب دیے گئے ہیں سارا جہاں مل جائے سورج کے نظام میں عیب نکال نہیں سکتا ہواؤں کے سسٹم میں عیب نکال نہیں سکتا پانی کے سسٹم میں عیب نکال نہیں سکتا انسانی تخلیق میں عیب نکال نہیں سکتا غرض یہ کہ اللہ تبارک وتعالی کی ہر چیز بے عیب ہوتی ہے ایسے ہی اللہ تبارک وتعالی کا بنایا ہوا نظام جو قرآن وسنت کی صورت میں موجود ہے وہ بے عیب ہے انسان جتنی بھی کوششیں کر لے جو چیز بھی تیار کرے گا وہ عیبوں سے پر ہوگی انسان یہ دعوی نہیں کر سکتا میں نے یہ چیز بے عیب بنائی ہے جب کہ اللہ تبارک وتعالی قرآن مجید میں ارشاد فرماتے ہیں

ما تری فی خلق الرحمن من تفٰوت فارجع البصر هل تری من فطور

ترجمہ؛تم رب رحمٰن کی تخلیق میں کمی بیشی نہ پاؤ گے اپنی آنکھوں کے ذریعے دیکھو کیا کوئی کمی بیشی نظر آتی ہے۔

غرض یہ کہ اللہ تبارک وتعالی کی ہر تخلیق بے عیب ہے انسان جو بھی چیز بنائے کتنی ہی کاوشوں سے بنائے وہ اس کے بے عیب ہونے کا دعوی نہیں کرسکتا اس لیے پاکستان کی دیگر گوں مسائل کا واحد حل یہ ہے کہ پاکستان میں قرآن وسنت کو نافذ کیا جائے۔

خلافت کا قیام:

ساری کائنات کے خالق اور مالک اللہ تبارک وتعالی ہیں اسی طرح زمین کے خالق اور مالک اللہ تبارک وتعالی ہیں تو زمین پر حاکمیت کا حق صرف اور صرف اللہ تبارک وتعالی کو ہے دنیا میں جو کوئی ادارہ بناتا ہے اس کی خواہش ہوتی ہے کہ اس ادارے میں اس کا قانون چلے اسی طرح جب اس ساری کائنات کو اکیلے اللہ تبارک وتعالی نے تخلیق کیا اور بے حساب نعمتیں لذتیں، خوشیاں ،اس جہاں میں مختلف چیزوں میں بکھیر دیں تو اللہ تبارک وتعالی بھی چاہتے ہیں کہ صرف اور صرف اس زمین پر میرا نظام چلے اور انسان اللہ تبارک وتعالی کا خلیفہ بن کر اس کے نظام کو چلانے والا بنے۔نہ یہ کہ اپنی ناقص سوچ کے ذریعے اللہ تبارک وتعالی کے بنائے ہوئے نظام کے مقابلے میں اپنے نظام قانون، اور آئین بنائے۔

خلافت کا خاتمہ:

حضورﷺ کا ارشاد گرامی ہے

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ تَكُوْنُ النُّبُوَّةُ فِيْكُمْ مَا شَاءَ اللّٰهُ اَنْ تَكُوْنَ ثُمَّ يَرْفَعُهَا اِذَا شَاءَ أَنْ يَرْفَعَهَا ثُمَّ تَكُوْنُ خِلَافَةٌ عَلَى مِنْهَاجِ النُّبُوَّةِ فَتَكُوْنَ مَا شَاءَ اللّٰهُ اَنْ تَكُوْنَ ثُمَّ يَرْفَعُهَا اِذَا شَاءَ اللّٰهُ اَنْ يَرْفَعَهَا ثُمَّ تَكُوْنُ مُلْكًا عَاضًّا فَيَكُوْنَ مَا شَاءَ اللّٰهُ اَنْ يَكُوْنَ ثُمَّ يَرْفَعُهَا اِذَا شَاءَ

اَنْ یَرْفَعَهَا ثُمَّ تَكُوْنُ مُلْكًا جَبْرِيَّةً فَتَكُوْنَ مَا شَاءَ اللّٰهُ اَنْ تَكُوْنَ ثُمَّ يَرْفَعُهَا اِذَا شَاءَ اَنْ يَرْفَعَهَا ثُمَّ تَكُوْنُ خِلَافَةً عَلٰى مِنْهَاجِ النُّبُوَّةِ ثُمَّ سَكَتَ (مسند احمد)

ترجمہ؛تمہارے اندر دور نبوت موجود رہے گا جب تک اللہ چاہے گا پھر جب اللہ اسے ختم کرنا چاہے گا تو اسے ختم کردے گا پھر نبوت کے نقش قدم پر خلافت قائم ہوگی جو اس وقت تک رہے گی جب تک اللہ چاہے گا پھر جب اللہ اسے ختم کرنا چاہے گا تو اسے ختم کردے گا پھر موروثی حکمرانی کا دور ہوگا جو اس وقت تک رہے گا جب تک اللہ چاہے گا پھر جب اللہ اسے ختم کرنا چاہے گا تو اسے ختم کردے گا پھر جابرانہ حکومت کا دور ہوگا جو اس وقت تک رہے گا جب تک اللہ چاہے گا پھر جب اللہ اسے ختم کرنا چاہے گا تو اسے ختم کردے گا پھر نبوت کے نقش قدم پر خلافت قائم ہوگی پھر آپ ﷺ خاموش ہوگئے (مسند احمد)

یعنی خلفاء راشدین کا دور جو کہ ظلم و جبر سے پاک تھا اس امت نے دیکھا پھر خلافت امیہ خلافت عباسیہ اور خلافت عثمانیہ کی وراثتی حکمرانی کا مشاہدہ کیا اگر چہ ان حکمرانوں نے اسلام کا نفاذ کیا اور کفار کے خلاف فاتح رہے تا ہم انہوں نے اپنی حکمرانی کو وراثتی حکمرانی کے گناہ سے آلودہ کردیا اور 28 رجب 1342ھ (بمطابق 3 مارچ 1924م) خلافت کے خاتمے سے لے کر اب تک یہ امت جابر حکمرانوں کو جھیل رہی ہے یعنی مکار اور غدار حکمرانوں کا دور جو اسلام سے ہٹ کر حکمرانی کرتے ہیں اور اس بات کو یقینی بناتے کہ کفار کا غلبہ قائم رہے لیکن اے مسلمانو غور کرو رسول اللہ ﷺ نے پھر نبوت کے نقش قدم پر خلافت کے لوٹنے کے بارے میں ارشاد فرمایا دعا ہے کہ ہم اس کا جلد مشاہدہ کریں۔

ہندو پاک میں انگریزوں کا تسلط:

انگریزوں نے ایک طرف خلافت کا خاتمہ کر کے مسلمانوں کا شیرازہ بکھیرا اور مسلمانوں کا 55 چھوٹی چھوٹی ریاستوں میں تقسیم کر دیا اور ان پر اپنی سوچ اپنی فکر کے حکمراں مسلط کر دیئے دوسری جانب ہندو پاک میں ایسٹ انڈیا کمپنی نے اپنی ریشہ دوانیوں سے قبضہ جمایا اور یہاں استعمار کا ظالمانہ نظام نافذ کر دیا جس میں حکمراں آقا تھے اور عوام غلام تھے حکمرانوں کے لیے الگ قوانین تھے اور رعایا کے لیے الگ قوانین بنائے گئے اور ہندو پاک کے بڑے بڑے چودھریوں، نوابوں، خانوں، کو اپنا آلہ کار بنا کر بڑی بڑی جاگیریں دیں اس سے غریب غریب تر ہو گیا اور امیر امیر تر ہو گیا۔ اور جب مسلمانوں نے عظیم قربانیاں دیں اور ان قربانیوں کے نتیجے میں انگریزوں کو یہ دیس چھوڑنا پڑا تو جاتے ہوئے وہ اپنا نظام، قانون، دے گیا اور حکمرانوں سے مختلف تعاون کے بہانوں سے اپنے تعلقات استوار رکھے 65 سال گزرنے کے باوجود آج بھی عدالتوں میں تمام استعماری ظالمانہ قانون چل رہے ہیں اور نظام کا سارا ڈھانچہ استعمار اور انگریز سے لیا گیا اس میں کہیں کہیں اسلامی پیوندکاری کر کے اس کو اسلامی جمہوریت، اسلامی آئین، اسلامی قانون کہا گیا۔

قرآن وسنت کے آئین سے روگردانی:

آپ ﷺ اور خلفائے راشدین سے لے کر خلافت ترکیہ تک ہمیشہ قرآن وسنت بطور آئین قانون، نظام، کے طور پر چلتا رہا کسی نے کوئی نیا آئین قانون، اور نظام، نہیں بنایا پاکستان میں استعماری قوانین اور نظام کو پاکستانی آئین نے سہارا دیا ہوا ہے جب کبھی علماء نے آئین کو اسلامی کرنے کی جدوجہد کی تو انتہا درجے کے مکار حکمرانوں نے استعماری قوانین اور نظام کے محافظ آئین کے ڈھانچہ میں کہیں کہیں اسلام کی بعض چیزیں اور عبارتیں صرف لکھنے کی حد تک وعدوں کی شکل میں لکھ دیں ہاتھی کے دانت دکھانے کے اور کھانے کے اور ہوتے ہیں اسی طرح ہمارے آئین میں لکھنے کو لکھ دیا گیا قرآن وسنت سپریم لاء ہوں گے لیکن یہ ایک صرف جھوٹا وعدہ

ہے جو مسلمانوں کو خوش کرنے اور فریب دینے کے لیے لکھا گیا آج بھی عدالتوں میں سپریم لاء انگریزوں کے بنائے ہوئے قوانین ہیں لاء کالجوں میں انگریزی قوانین کی کتابیں پڑھائی جارہی ہیں آج بھی جا کر کسی جج اور وکیل سے پوچھ لیں کہ اس نے قرآن مجید کی کون کون سی تفسیریں مطالعہ کی ہیں احادیث کی کون سی کتابیں پڑھی ہیں اور قوانین اسلامی کی کون سی کتابیں پڑھی ہیں وہ ان کتابوں کے نام بھی نہیں جانتے لیکن مکروفریب کے ایسے تانے بانے بنے گئے کہ آج بھی بعض علماء اور مفتیان کرام یہ کہتے ہیں کہ پاکستان کے قوانین مجموعی طور پر اسلامی ہیں حالانکہ ان قوانین کو دور کا کوئی واسطہ بھی اسلامی قوانین سے نہیں ہے۔

انگریزوں کے بنائے ہوئے قوانین اور آئین کیسے اسلامی ہے؟

قَالَ تَعَالیٰ: اَفَحُکْمَ الْجَاهِلِیَّةِ یَبْغُوْنَ و مَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللهِ حُکْماً لِقَوْمٍ یُّوْقِنُوْنَO

ترجمہ: کیا جاہلیت کے حکم تلاش کرتے ہو اور اللہ کے حکم کتنے پیارے ہیں اس قوم کے لیے جو یقین کرتے ہوں۔

پاکستان کا آئین انگریزوں کے بنائے ہوئے قوانین کا محافظ ہے اور ایسے ہی ان کے بنائے ہوئے نظام کا محافظ ہے جو آئین انگریزوں کے بنائے ہوئے لاکھوں صفحات کے کفریہ قوانین کا محافظ ہو وہ اسلامی کیسے ہوسکتا ہے ایسے ہی جو انگریزوں کے بنائے ہوئے نظام کہ جمہوریت جو کہ کفر ہے اس کا محافظ ہو وہ آئین اسلامی کیسے ہوسکتا ہے۔

جمہوریت کے بارے میں علمائے کرام ومفتیان کی رائے

آیئے دیکھتے ہیں کہ جمہوریت کے بارے میں اسلاف امت اور اکابرین وقت کیا فرماتے ہیں، جو ہمارے لیے مشعل راہ اور ہم سے زیادہ اس دین کی سمجھ رکھنے والے ہیں۔

حضرت مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ حجة الله البالغة کے باب سیاسة المدینة میں فرماتے ہیں:

ولـمـا كانت المدينةذات اجتماع عظيم لايمكن ان

يتفق رايهم جميعاعلى حفظ السنة العادلة......

جب کہ شہر ایک بڑے ہجوم پر مشتمل ہو تو ممکن نہیں کہ وہ سب کسی

اچھی ترتیب اور سنت پر متفق ہو جائیں

معلوم ہوا کہ جمہوری نظام جو اکثریت کی موافقت کا محتاج ہوتا ہے، اس میں اسلام ومسلمانوں کی کامیابی ثابت کرنا دھوکہ کے سوا کچھ نہیں۔

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ نے فرمایا:

غرض اسلام میں جمہوری سلطنت کوئی چیز نہیں۔ یہ مخترعہ متعارفہ جمہوریت محض گھڑا ہوا ڈھکوسلہ ہے، بالخصوص ایسی جمہوریت سلطنت جو مسلم وکفار ارکان سے مرکب ہو وہ تو غیر مسلم سلطنت ہی ہوگی۔ ﴿ملفوظات تھانوی ؛ص:۲۵۲۔ نیز دیکھیے: احسن الفتاوی، کتاب الجھاد، باب سیاست اسلامیہ۔﴾

حضرت مولانا ادریس کاندھلویؒ فرماتے ہیں:

وہ لوگ یہ کہتے ہیں کہ یہ مزدور اور عوام کی حکومت ہے ایسی حکومت بلا شبہ حکومت کافرہ ہے۔ ﴿عقائد اسلام ؛ص:۲۳۰﴾

حضرت علامہ سید سلیمان ندوی

اسلامی جمہوریت کے تصور کو رد فرماتے ہوئے لکھتے ہیں؛

جمہوریت اور جمہوری عمل کا اسلام سے کیا تعلق اور خلافت اسلامی سے کیا تعلق؟ موجودہ جمہوریت تو سترہویں صدی کے بعد پیدا ہوئی ہے۔ یونان کی جمہوریت بھی موجودہ جمہوریت سے الگ تھی، لہذا اسلامی جمہوریت ایک بے معنی اصطلاح ہے ہمیں تو اسلام میں کہیں بھی مغربی جمہوریت نظر نہیں آئی اور اسلامی جمہوریت تو کوئی چیز ہے ہی نہیں، معلوم نہیں اقبال مرحوم کو اسلام کی روح میں یہ جمہوریت کہاں سے نظر آ گئی؟ جمہوریت ایک خاص تہذیب

وتاریخ کا ثمرہ ہے، اسے اسلامی تاریخ میں ڈھونڈ نا معذرت خواہی ہے۔﴿ماہنامہ سنابل، کراچی، مئی۲۰۱۳ء﴾

حضرت مولانا قاری طیب صاحبؒ فرماتے ہیں:

یہ﴿جمہوریت﴾ رب تعالی کی صفت ملکیت میں بھی شرک ہے اور صفت علم میں بھی شرک ہے ۔سوائے اللہ کو ایک ماننے والو شرک کا راستہ اختیار کر کے بھی بھلا کوئی اسلام کو سر بلند کر سکتا ہے؟

حضرت مولانا مفتی رشید احمد لدھیانویؒ نے فرمایا:

یہ تمام برگ وبار مغربی جمہوریت کے شجرہ خبیثہ کی پیداوار ہے۔اسلام میں اس کافرانہ نظام کی کوئی گنجائش نہیں۔﴿احسن الفتاوی؛ جلد۶ ص:۲۶﴾

حضرت مولانا یوسف لدھیانویؒ شہید نے فرمایا:

جمہوریت کا نہ صرف یہ کہ اسلام سے کوئی تعلق نہیں بلکہ وہ اسلام کے سیاسی نظریے کی ضد ہے۔﴿آپ کے مسائل اوران کا حل؛ جلد۸،ص:۱۷۶﴾

کہنا کہ میں قران وسنت کو بالا دست مانتا ہوں بشرطیکہ میری فلاں دنیوی غرض متاثر نہ ہوا یمان نہیں بلکہ کٹر نفاق ہے گویا اللہ تعالی کا بندہ ہونے اور محمد رسول اللہ ﷺ کا امتی ہونے سے صریح انکار وانحراف ہے۔﴿آپ کے مسائل اوران کا حل، جلد۱،ص:۴۹۔﴾

معروف عالم دین حضرت مولانا مفتی حمید اللہ جان صاحب دامت برکاتھم اپنے ایک نہایت اہم فتوے میں فرماتے ہیں؛

مشاہدہ اور تجربے سے ثابت ہے کہ موجودہ مغربی جمہوری نظام ہی بے دینی، بے حیائی اور تمام فسادات کی جڑ ہے اور خصوصا اس میں اسمبلیوں کو حق تشریع آئیں سازی، قانون سازی کا حق دینا سراسر کتاب وسنت اور اجماع امت کے خلاف ہے اور ووٹ کا استعمال مغربی جمہوری نظام تسلیم کرنا اور اس کی تمام خرابیوں میں حصہ دار بننا ہے اس لیے موجودہ مغربی جمہوری نظام کے

تحت ووٹ کا ستعمال شرعاناجائز ہے۔﴿ماہنامہ سنابل، کراچی، مئی ۲۰۱۳ء ،جلدنمبر۸،شمارہ نمبر۱۱،ص:۳۲﴾

حضرت مولانا سید عطاالمحسن شاہ بخاریؒ نے فرمایا:

اگرکسی ایک قبرکومشکل کشامانناشرک ہے توکسی اورنظام ریاست،امپریل ازم،دیموکریسی،کمیونزم،کیپٹل ازم اورتمام باطل نظام ہائے ریاست کوماننا کیسے اسلام ہوسکتاہے؟ قبرکوسجدہ کرنے والامشرک،پتھرلکڑی اوردرخت کومشکل کشاماننے والا،حاجت رواماننے والامشرک،اورغیراللہ کے نظاموں کومرتب کرنااوراس کے لیےتگ ودوکرنااوراس نظام کوقبول کرنا،یہ توحید ہے؟ کہاں ہے جمہوریت اسلام میں؟ نہ ووٹ ہے نہ مفاہمت ہے نہ ان کاوجود برداشت ہے نہ ان کی تہذیب برادشت ہےاسلام آپ سےاطاعت مانگتاہےآپ سے ووٹ نہیں مانگتا آپ کی رائے نہیں مانگتا**من یطع الرسول فقداطاع الله** ﴿خطاب بموقع توحیدوسنت کانفرنس،۲۶ستمبر،۱۹۸۷ءجامع مسجد برمنگھم، برطانیہ، بحوالہ ماہنامہ سنابل کراچی۔﴾

حضرت مولانا شاہ محمد حکیم اخترؒ فرماتے ہیں:

اسلام میں جمہوریت کوئی چیزنہیں کہ جدھرزیادہ ووٹ جائیں ادھرہوجاؤ بلکہ اسلام کاکمال یہ ہے کہ ساری دنیاایک طرف ہوجائے لیکن مسلمان اللہ ہی کارہتاہے جب حضورﷺ نے صفا کی پہاڑی پرنبوت کااعلان کیا تھاتوالیکشن اورووٹوں کےاعتبار سےکوئی بھی نبی کےساتھ نہیں تھا نبی کے پاس صرف اپناووٹ تھالیکن کیاحضورﷺ اللہ کے پیغام کےاعلان سے بازآ گئے کہ جمہوریت چونکہ میرے خلاف ہے اکثریت کی ووٹنگ میرے خلاف ہےاس لیے میں اعلان نبوت سے بازرہتاہوں۔﴿خزائن معرفت ومحبت ص۲۰۹۔﴾

حضرت مولانا مفتی دارالعلوم دیوبند مفتی محمود حسن گنگوہیؒ کا فتوی:

السوال: کیاہمارے نبی حضورﷺ نے جمہوریت کوقائم کیا تھااورکیاخلفائے اربعہ بھی اسی جمہوریت پر چلے یاانہوں نے کچھ تغیروتبدل کیاہے؟

الجواب حامداومصلیا؛ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے جمہوریت کی تردید فرمائی ہے وہاں قوانین واحکام کا دارومدار دلائل پرنہیں بلکہ اکثریت پر ہے یعنی کثرت رائے سے فیصلہ ہوتا ہے پس اگر کثرت رائے قران وحدیث کے خلاف ہوتو اسی پر فیصلہ ہوگا قران کریم نے اکثریت کی اطاعت کوموجب ضلالت فرمایا ہے﴿ **وان تطع اکثرمن فی الارض یضلوک عن سبیل اللہ الانعام۱۱۶.** ﴾اہل علم اہل دیانت اہل فہم کم ہی ہوا کرتے ہیں خلفائے اربعہؓ حضورﷺ کے نقش قدم پر چلنے والے تھے انہوں نے اس کے خلاف کوئی دوسری راہ اختیارنہیں کی ہے ۔﴿حررہ العبدمحمود عفی عنہ دارالعلوم دیوبند۲۴۔۴۔۱۳۹۰ھ فتاوی محمودیہ جلد چہارم کتاب السیاسۃ والھجرۃ باب جمہوری وسیاسی تنظیموں کا بیان ۔﴾

صدروفاق المدارس پاکستان حضرت مولاناسلیم اللہ خان حفظہ اللہ کاموقف:

شیخ الحدیث مولاناسلیم اللہ خان حفظہ اللہ سے پوچھا گیا کہ کیاانتخابی سیاسی نظام یا جمہوری نظم کےتحت اسلامی نظام کے نفاذ ممکن ہے؟ تو آپ نے فرمایانہیں ایساممکن نہیں ہے نہ انتخابات کے ذریعے اسلام لایا جاسکتا ہے نہ جمہوریت کے ذریعے اسلام لایا جاسکتا ہے جمہوریت میں کثرت رائے کا اعتبار ہوتا ہےاورا کثریت جہلاء کی ہے جودین کی اہمیت سے واقف نہیں ان سے کوئی توقع نہیں ہے۔﴿ماہنامہ سنابل، کراچی، مئی۲۰۱۳ءجلدنمبر۸شمارہ نمبر۱۱سرورق ۔﴾

حضرت مولانامفتی نظام الدین شامزئی شہیدؒ فرماتے ہیں:

دنیامیں اللہ تبارک وتعالی کا دین ووٹ کے ذریعے سے مغربی جمہوریت کے ذریعے سے غالب نہیں ہوگااس لیے کہ اس دنیا کے اندراللہ کے دشمنوں کی اکثریت ہےفساق وفجار کی اکثریت ہےاور جمہوریت جو ہے وہ بندوں کے گننے کا نام ہے تولنے کانہیں دنیامیں جب بھی اسلام غالب ہوگا تواس کے واحدراستہ وہی ہے جوراستہ اللہ کے نبیﷺ نے اختیارکیا تھااوروہ جہاد کاراستہ ہے افغانستان کے اندرطالبان کی حکومت آئی اوراسلامی شریعت آئی ۔ کب آئی ؟ جب سولہ لاکھ انسان شہید ہوئے دس لاکھ آدمی معذورہوئے ۔﴿ماہنامہ سنابل کراچی مئی

۲۰۱۳ء جلد نمبر ۸ شمارہ نمبر ۱۱، ص: ۳۳، ۳۴﴾

شریعت کا اہم اصول:

فقہ کا ایک اہم اصول ہے کسی بھی شرعی حکم پر جو نصوص قطعیہ سے ثابت ہو اس پر عمل نہ کرنا گناہ ہے اور فسق ہے لیکن اس حکم کو نا ماننا کفر ہے ایسے ہی شرعی حکم کی جگہ کسی دوسرے حکم پر فیصلہ کرنا گناہ ہے لیکن شرعی حکم کی جگہ کسی دوسرے حکم کو جائز سمجھنا یا اس کا قانون بنانا کفر ہے۔

☆ نماز نہ پڑھنا گناہ ہے لیکن نماز نہ پڑھنے کو جائز سمجھنا یا نماز کی جگہ کسی اور چیز کو لا کر اس کا قانون بنانا کفر ہے۔

☆ زکوۃ نہ دینا گناہ ہے لیکن زکوۃ نہ دینے کو جائز سمجھنا یا زکوۃ کی جگہ کسی اور چیز کو لا کر اس کا قانون بنانا کفر ہے۔

☆ حج نہ کرنا گناہ ہے اور حج نہ کرنے کو جائز سمجھنا یا حج کی جگہ کسی اور حکم کو لا کر اس کو قانون بنا دینا کفر ہے۔

☆ زندگی کے مختلف معاملات میں اللہ تبارک وتعالی کے حکموں پر فیصلہ نہ کرنا گناہ ہے لیکن اللہ تبارک وتعالی کے حکموں کو چھوڑ کر اس کی جگہ انسانوں کے بنائے ہوئے حکموں کو قانون کا درجہ دینا کفر ہے۔

☆ شریعت کے بنائے ہوئے نظام زندگی کو نہ اپنانا گناہ ہے لیکن شریعت کے بنائے ہوئے نظام زندگی کو چھوڑ کر اس کی جگہ غیروں کے نظام کو بطور قانون لاگو کرنا کفر ہے۔

☆ جہاد نہ کرنا گناہ عظیم ہے لیکن جہاد نہ کرنے کو جائز سمجھنا یا جہاد کے بجائے کسی اور چیز کو جہاد کا درجہ دے کر اس کو قانون بنانا کفر ہے۔

پاکستان کے آئین میں چند اہم اور بنیادی غیر شرعی اصول اور کفریہ باتیں

۱۔ اصولی طور پر قرآن وسنت کو آئین ہونا چاہیے اس لئے کہ قرآن وسنت ہی میں زندگی کے کروڑوں مسائل کی رہنمائی موجود ہے جبکہ پاکستانی آئین میں قرآن وسنت کے مقابلے میں

زندگی کے امور نہ ہونے کے برابر ہیں اور یہ کہا جانا کہ آئین تو قرآن وسنت کے سپریم لاء ہونے کی بات کرتا ہے۔ یہ صرف دھوکہ اور فریب ہے۔

۲۔ بعض حضرات یہ کہتے ہیں آئین اس لئے بنایا گیا ہے تا کہ کچھ انتظامی معاملات کی ترتیب معلوم ہو سکے۔ اگر اس مقصد کے لئے آئین بنانا ہے تو اس کو قرآن وسنت کے ماتحت ہونا چاہیے نہ کہ قرآن وسنت سے اوپر جیسے کہ پاکستان کا آئین ہے۔

حقائق اور صفات حمیدہ صفات سیئہ کے ذکر سے خالی آئین اور قانون

۳۔ قرآن وسنت کے اندر بڑی اہمیت کے ساتھ عقائد کو اچھی صفات کو، بری صفات اور عبادات کو بیان کیا گیا ہے اور شریعت مطہرہ یہ زور دیتی ہے کہ حکمراں اور رعایا سارے کے سارے قرآن وسنت کے مطابق عقائد اختیار کریں کوئی بھی انسان چاہے چھوٹا ہو یا بڑا شرک نہیں کرسکتا، کفر نہیں کرسکتا اور ایسی تمام چیزوں سے بچے گا جو قرآن وسنت میں دیئے گئے عقائد کے خلاف ہوں اور اگر وہ ایسا کام کرے گا تو قانون کی زد میں آئے گا۔ جبکہ پاکستان کا آئین اور قانون اس سے خاموش ہے۔ پاکستان میں کوئی بھی جیسے چاہے عقائد رکھے اور لوگوں کے عقائد خراب کرے، قبروں پر سجدے ہوں یا میڈیا میں آکر غیر شرعی باتیں کرے اور قرآن وسنت کے عقائد کے خلاف بولے، غیر شرعی کفریہ تعویذات کا کام پاکستان میں عام ہے لیکن کوئی پوچھنے والا نہیں ہے چونکہ پاکستان کا آئین اور قانون اس سے خاموش ہے۔ اسی طرح شریعت مطہرہ قرآن وسنت کی روشنی میں ایک ایسے معاشرے کی تشکیل دیتی ہے جس میں حکمراں، رعایا اور تمام کے تمام اچھی صفات مثلاً تقوی، زہد، توکل، شجاعت، جہاد، سے متصف ہوں تا کہ سارے کے سارے لوگ ایک دوسرے کے معاون اور غمخوار بنیں اور ایسے ہی شریعت مطہرہ قرآن وسنت کی روشنی میں ایک ایسا معاشرہ تشکیل دیتی ہے جس میں تمام لوگ بری صفات سے پاک ہوں جبکہ ہمارا آئین اور قانون اس سے خاموش ہے۔ اب اس معاشرے میں کوئی والدین کا احترام کرے نہ کرے اس کو کوئی پوچھنے والا نہیں ہے۔ کوئی بچوں کی صحیح تربیت کرے نہ کرے کوئی پوچھنے والا نہیں ہے۔ میڈیا مزاح

کا نام ہو چکا ہے عزت خاک میں ملائے کوئی قانون حرکت میں نہیں آتا کوئی کسی کو گالیاں دے، تمسخر کرے، اس کی ہوٹنگ کرے، اسے برے القاب دے تو کوئی پوچھنے والا نہیں ہے، حکمرانوں اور رعایا کی زندگیوں میں اسراف ہو، لوگوں میں بخل ہو تو کوئی پوچھنے والا نہیں ہے۔ چونکہ ان تمام چیزوں سے آئین پاکستان اور قانون خاموش ہے۔ اسی طرح اسلام ایثار اور قربانی کا جذبہ پیدا کرتا ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم خود بھوکے ہوتے تھے دوسروں کو کھلاتے تھے، جبکہ ہمارے آئین اور قانون میں یہ اچھی باتیں پیدا کرنے کے لئے کوئی نظام (میکینیزم) نہیں ہے۔

آج ہر ایک یہ چاہتا ہے میں سب کا حصہ لے کر اعلیٰ سے اعلیٰ گھر بناؤں، فیکٹریاں بناؤں، جائداد بناؤں۔ چاہے دوسرے بھوکے مر جائیں۔

اسی لئے شریعت مطہرہ یہ کہتی ہے کہ جو بھی مردہ زمین کو زندہ کرلے وہ زمین اسی کی ہے تاکہ غریبوں کو زمینیں مل سکیں جبکہ ہمارا آئین اور قانون اس بارے میں بالکل خاموش ہے۔

شعبہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا قیام اسلامی حکومت کی ذمہ داری؛

شعبہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا قیام شریعت مطہرہ میں اسلامی حکومت کی ذمہ داری ہے کہ وہ لوگوں کو نماز قائم کرائے، زکوۃ کا نظام بنائے، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا شعبہ قائم کرے۔ جبکہ ہمارا آئین اور قانون اس سے خاموش ہے اور جس قرآن وسنہ کو سپریم لاء بنانے کی بات کی گئی ہے وہ صرف اور صرف دھوکہ اور فریب ہے۔ اسی لئے آج تک کوئی نظام (میکینیزم) قرآن وسنت کے نفاذ کا نہیں بنایا گیا کہ وہ لاگو کس طرح ہوگا۔ اگر حکمراں لاگو نہیں کریں گے تو حکمران آئین شکن ہوں گے یا نہیں ہوں گے۔ آج تک چالیس سال گذرنے کے باوجود یہ وضاحت تک موجود نہیں ہے۔ پھر شریعت مطہرہ حدود اور قصاص کا نفاذ کر کے معاشرے میں امن وامان قائم کرتی ہے جبکہ آئین اور قانون اس سے خاموش ہیں۔ اگر کسی مقام پر قوانین میں حدود کی پیوند کاری کی گئی تو وہ بھی اس طرح دھوکے اور فریب سے کی گئی کہ وہ قابل عمل نہ ہوں۔ اسی لئے 65 سال گذرنے کے باوجود کسی پر حدود نافذ نہ ہو سکیں۔

اسلامی حکومت بے حیائی فحاشی کا خاتمہ کرتی ہے:

۴۔ شریعت مطہرہ ایسا معاشرہ تشکیل دیتی ہے جس میں بے حیائی، فحاشی، عریانی، زنا اور بدکاری نہ ہو اور ان کے اسباب وعلل کو بھی ختم کرتی ہے لیکن ہمارے آئین اور قانون میں اس کے لئے کوئی خاص نظام (میکینیزم) نہیں ہے اور جہاں کہیں کچھ عبارتیں ہیں تو وہ انتہائی مبہم ہیں کہ ان عبارتوں کے ذریعے کسی بے حیائی اور فحاشی کی چیز کو قانون کی زد میں لانا مشکل ہے۔ اسی لئے بہت ساری بے حیائی اور فحاشی کی چیزوں پر عدالتوں میں کیس ہوتے ہیں لیکن جو قوانین اس پر موجود ہیں وہ انتہائی مبہم ہیں کہ ان کے ذریعے سے ان برے کام کرنے والوں کو پکڑا نہیں جا سکتا۔ اگر بازار میں فحش بورڈ یا بینر لگے ہوں تو اس آئین اور قانون کے ذریعے ان کو ختم کرانا بھی مشکل ہے۔

اسلامی حکومت سب کو قرآن وسنت کا پابند بناتی ہے

۵۔ شریعت مطہرہ ایک ایسا معاشرہ تشکیل دیتی ہے جس میں سارے کے سارے قرآن و سنت کے پابند ہوں۔ قرآن وسنت کو جانتے ہوں، حکمرانوں اور افسران کے لئے قرآن وسنت کے جاننے کو لازمی قرار دیتی ہے اور اچھی صفات کو اپنانے اور بری صفات سے بچنے کا حکم کرتی ہے اور اسی پر ان کی ترقی یا عدم ترقی کا معیار ہوتا ہے۔ جبکہ ہمارے آئین اور قانون میں اس کا کوئی نظام (میکینیزم) نہیں۔

آئین میں دجل فریب

۶۔ آئین میں لکھا گیا ہے کہ حاکمیت اعلیٰ اللہ تبارک وتعالیٰ کی ہوگی لیکن اس کے فوراً نیچے لکھا گیا کہ طاقت عوام کی ہوگی اور نظام جمہوری ہوگا۔ تو مطلب یہ ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی حاکمیت صرف ایک اعزازی عہدہ ہے اسی لئے تو اللہ تعالیٰ کے احکامات کو ایوانوں، بازاروں، عدالتوں، میڈیا اور زندگی کے ہر شعبے میں ٹوٹتے ہیں لیکن کوئی اس چیز کو آئین شکنی نہیں کہتا۔ نہ کوئی اس پر آواز اٹھاتا ہے کہ آئین کی خلاف ورزی ہوئی اس لئے کہ یہ تو نعوذ باللہ ایک اعزازی عہدہ

ہے۔ ہاں ہمارے حکمراں اگر رٹ لگاتے ہیں تو عوام عوام کی رٹ لگاتے ہیں۔ ان کی زبانوں پر اللہ تعالیٰ کا ذکر اور قرآن وسنت کا ذکر کم اور عوام کا ذکر زیادہ ہوتا ہے۔ یہی دلیل ہے کہ یہ جمہوریت اصل میں اسلام نہیں ہے بلکہ کفر ہے۔

۷۔ بہت سارے علماء کے فتاوی موجود ہیں کہ جمہوریت کفر ہے جیسا کہ گزر چکا اور آئین اپنے ابتدائی صفحات میں یہ کہتا ہے کہ پاکستان کا نظام جمہوری ہوگا۔ اگر جمہوریت کفر ہے تو مطلب یہ ہوگا کہ پاکستان کا نظام کفریہ ہوگا۔ پاکستان کا آئین کفریہ جمہوری نظام کو قانون کا درجہ دیتا ہے تو کفریہ چیز کو قانون کا درجہ دینا کفر ہے۔ جو آئین کرتا ہے۔

صدر وزیراعظم وزراء وغیرہ کے لیے استثناء کا قانون بنانا کفر ہے

۸۔ اسلام تو یہ کہتا ہے کہ حکمراں ہوں یا رعایا سب کے سب قرآن وسنت کے پابند ہوں گے اور قرآن وسنہ کی خلاف ورزی کرنے پر شرعی عدالت ان کا مؤاخذہ کرسکتی ہے اور ان کو عدالت میں پیش ہونا پڑے گا چاہے وہ انتظامی امور کی انجام دہی میں ہو۔

پاکستان کا جبکہ آئین یہ کہتا ہے کہ صدر، وزیراعظم، گورنر، قومی اسمبلی کے وزراء، صوبائی وزراء سب کو استثنیٰ حاصل ہوگا۔ اسی لئے 65 سالوں میں کتنے بڑے بڑے جرائم ان لوگوں نے کئے لیکن کسی کو بھی عدالتیں سزا نہ دے سکیں۔

شریعت سے یہ متصادم بات اگر صرف عمل کی حد تک ہو تو یہ گناہ ہے لیکن جب شریعت سے متصادم اس بات کو قانون کا درجہ آئین نے دیا تو یہ کفر ہوا اور یہ کفر آئین نے کیا اور جو آئین کفر کرے وہ اسلامی نہیں ہوسکتا۔

صدر کو بطور قانون قصاص کے معاف کرنے کا حق دینا کفر ہے۔

۹۔ شریعت مطہرہ یہ کہتی ہے کہ قصاص اور دیگر جرائم معاف کرنے کا حق حکمران کو نہیں ہے اور وہ عدالت کے فیصلوں کو تبدیل نہیں کرسکتے۔

جبکہ آئین یہ کہتا ہے کہ صدر عدالتی فیصلوں کو تبدیل کرسکتا ہے اور قصاص کو معاف کر

سکتا ہے۔ شریعت سے یہ متصادم بات پر اگر صرف عمل کی حد تک ہو قانون نہ ہو تو یہ گناہ ہے لیکن شریعت سے متصادم اس بات کو قانون کا درجہ دینا کفر ہے اور یہ کفر آئین کرتا ہے۔ یہ ذہن میں رہے کہ کسی کتاب میں ایک کفر یہ بات بھی ہوگی تو وہ کتاب اسلامی نہیں ہو سکتی۔

سودی لین دین کو قانون کا درجہ دینا کفر

۱۰۔ شریعت مطہرہ سود کو حرام قرار دیتی ہے اور سود کے لین دین کو اللہ تبارک وتعالیٰ اور اس کے رسول کے ساتھ اعلان جنگ قرار دیتی ہے۔ اگر سودی معاملات ملک میں کئے جائیں اور بینک سودی معاملات پر چلیں تو بذات خود یہ ایک عظیم گناہ ہے لیکن جب ان چیزوں کو قانون کا درجہ دے دیا جائے تو یہ کفر ہے اور یہ کفر آئین کرتا ہے اور یہ کہنا کہ آئین میں لکھا ہے کہ اس کو ختم کیا جائے گا یہ خود اس بات کی دلیل ہے کہ جب تک ختم نہیں کیا جائے گا اس وقت تک یہ بطور قانون لاگو رہے گا

امیر کے لیے مرد کی شرط ختم کرنے کا قانون شریعت سے متصادم ہے

۱۱۔ شریعت مطہرہ میں امیر کے لئے مرد ہونے کی شرط لگائی گئی ہے لیکن ہمارے آئین نے مرد ہونے کی شرط ختم کر کے اسلام سے متصادم بات کو قانون کا درجہ دیا ہے جو ایک بہت بڑا جرم ہے جو آئین کرتا ہے۔ شریعت مطہرہ قاضی کے لئے مسلمان ہونے کی شرط لگاتی ہے جبکہ آئین مسلمان ہونے کی شرط عائد نہیں کرتا جو اسلام سے متصادم قانون کو ایک قانون کا درجہ دیتا ہے۔ جو ایک بہت بڑا جرم ہے۔ آج پاکستان میں بہت سارے غیر مسلم جج کام کر رہے ہیں۔

عورت کو جج بنانے کا قانون شریعت سے متصادم قانون ہے

شریعت مطہرہ یہ کہتی ہے کہ عورت قاضی نہیں بن سکتی جبکہ پاکستان کا آئین یہ کہتا ہے کہ عورت جج بن سکتی ہے اور اس وقت ہائی کورٹ میں بھی عورت بطور جج موجود ہے جو کہ شریعت مطہرہ سے متصادم قانون ہے اور اس قانون کو آئین ہی تحفظ دیتا ہے۔

۱۲۔ پاکستان میں پہلے تو ساری عدالتیں انگریزی قوانین کے مطابق فیصلے کر رہی ہیں پھر اگر شرعی عدالت قائم کی گئی تو شرعی عدالت کو انگریزی عدالت سپریم کورٹ کا پابند بنایا گیا اور اس کے

فیصلوں کو سپریم کورٹ میں چیلنج ایبل بنایا گیا۔ اگر یہ خالی عمل کی حد تک ہوتا تو گناہ تھا لیکن شرعی عدالت کو بطور قانون انگریزی عدالت کا پابند بنانا یہ کفر ہے اور یہ کفر آئین کرتا ہے۔

قرآن وسنت شوری کے ممبران اور افسران کے لیے ساٹھ سے زائد صفات کو مدنظر رکھنے کا حکم دیتے ہیں آئین اور قانون اس کے ذکر سے خالی ہیں

۱۳۔ شریعت مطہرہ یہ کہتی ہے کہ شوری میں جو ممبران ہوں گے وہ قرآن وسنہ کے ماہر ہوں گے اور ان میں 60 شرعی صفات کو مدنظر رکھ کر ان کا انتخاب کیا جائے گا۔ جن کی تفصیل کتاب الاوارہ والسیاسۃ کے آخر میں ہے۔ جبکہ قانون اور آئین ان 60 صفات سے خاموش ہے۔ یہ ایک عظیم جرم ہے۔

پاکستانی آئین اور قانون حرکت میں نہیں آتا اور نہ ہی قانون شکنی اور آئین شکنی قرار دیتا ہے کہ کسی قومی اسمبلی صوبائی اسمبلی اور سینٹ کے ممبران اور وزراء کو قرآن پڑھنا آتا ہو یا نہ آتا ہو احادیث سے واقف ہو یا نہ ہوں شریعت مطہرہ کو جانتے ہوں یا نہ جانتے ہوں انٹرنیٹ پر سابق وزیر داخلہ عبدالرحمٰن ملک اور سینیٹر اعتزاز احسن کے ویڈیو کلپ موجود ہیں جس میں وہ سورۃ الفاتحہ نہ پڑھ سکے لیکن کسی نے یہ نہ کہا ان کو عہدہ ختم کیا جائے کیونکہ کہ انہوں نے آئین شکنی یا قانون شکنی کی ہے کسی مذہبی جماعت کے بزرگ نے بھی آواز نہ اٹھائی اس لیے کہ آئین اور قانون انگریزوں کے ایجنڈوں کے بنائے ہوئے ہیں۔

شریعت مطہرہ یہ کہتی ہے کہ افسران کی تقرری کے وقت 70 چیزوں کو مدنظر رکھا جائے گا لیکن پاکستان کا آئین اور قانون ان شرعی صفات سے مجرمانہ پہلو تہی کرتا ہے۔ اسی وجہ سے افسران کرپٹ قسم کے مقرر ہو جاتے ہیں۔ جو ملک کی ہر چیز کو تباہی کے دھانے پر پہنچا دیتے ہیں۔

امیر کو دو تہائی اکثریت کے ساتھ پابند کرنے کا قانون اسلام سے متصادم قانون ہے

۱۴۔ شریعت مطہرہ یہ کہتی ہے کہ شوریٰ میں مشورے کے بعد امیر کو جس بات کی طرف شرح صدر ہو گا چاہے اس بات کی طرف کثرت رائے ہو یا نہ ہو یا کسی کی رائے نہ ہو، اس پر وہ فیصلہ کر

سکتا ہے۔

جبکہ آئین یہ کہتا ہے کہ دوتہائی اکثریت سے فیصلے ہوں گے یہ اسلام سے متصادم بات ہے اگر یہ اسلام سے متصادم بات صرف عمل کی حد تک ہوتو یہ ایک گناہ ہے لیکن جب اس کو قانون کا درجہ دیا جائے گا تو یہ کفر ہوگا۔

۱۵۔ شریعت مطہرہ عورتوں کو بہت سے حقوق دیتی ہے اور ان کو شہزادی اور ملکہ بنا کر گھروں میں رکھتی ہے جبکہ 1200 سال کی تمام اسلامی حکومتوں میں کہیں یہ تصور نہیں ملتا کہ عورتیں شوریٰ کے اندر بیٹھی ہوئی نظر آئیں جبکہ آئین عورتوں کو قومی اسمبلی اور صوبائی اسمبلیوں میں نشست دیتا ہے اور پھر اس کے لئے بھی کوئی قانون نہیں ہے کہ وہ پردے کا اہتمام کریں گی یا نہ کریں گی۔ اگر نہ کریں گی تو آئین اور قانون اس کے خلاف کیا چارہ جوئی کرے گا۔

انتخابات کی موجودہ طریقہ اسلام سے متصادم طریقہ ہے

۱۶۔ شریعت مطہرہ انتخاب کے لئے ایک پاکیزہ ترتیب کو اختیار کرنے کا کہتی ہے کہ جو لوگ منتخب کئے جائیں گے وہ لوگ بھی نیک، صالح، متقی، پرہیزگار اور غیر متہم ہوں گے۔ جن لوگوں کو منتخب کیا جائے گا وہ بھی نیک، صالح، متقی اور پرہیزگار ہوں گے اور وہ اپنا نام کسی عہدے کے لئے خود پیش نہ کریں گے۔ جبکہ ملک کا آئین اور قانون برطانیہ کے بنائے ہوئے آئین اور قانون کی روشنی میں ایک ایسا گندہ طریقہ انتخاب وضع کرتا ہے جس سے ہمیشہ ملک کے جاگیردار، وڈیرے ہی پیسوں اور طاقت کے بل بوتے پر ایوانوں میں آتے ہیں۔ جبکہ نیک، صالح، متقی، پرہیزگار قرآن وسنت کے ماہرین کا ایوانوں میں آنا ایک انتہائی مشکل بات بن کر رہ گئی ہے۔

۱۷۔ شریعت مطہرہ قاضیوں کے لئے بہت ساری صفات کو مدنظر رکھ کر تقرری کا حکم کرتی ہے جبکہ ہمارے ہاں آئین اور قانون میں اس کے لئے کوئی خاص نظام (میکینیزم) نظر نہیں آتا۔ اسی طرح شریعت مطہرہ عدالتی نظام کے ہر شعبے کے لئے قرآن وسنت کی روشنی میں بہترین رہنما اصول وضع کرتی ہے۔ قرآن وسنت کی آیات اور احادیث اس سے بھری ہوئی ہیں۔ ان بہترین

رہنما اصولوں پر اگر عدالتی نظام کو چلایا جائے تو فیصلے جلد اور انصاف پر مبنی ہوتے ہیں جبکہ ہمارا آئین اور قانون ان رہنما اصولوں سے خالی ہے صرف چند سطحی باتیں کی گئی ہیں جو کہ انگریزوں کے قوانین سے لی گئی ہیں جو انتہائی مبہم ہیں جس سے نہ فیصلہ کرنے والا اللہ سے ڈرتا ہے اور نہ گواہی دینے والا اللہ سے ڈرتا ہے، نہ مقدمہ درج کرنے والا اللہ سے ڈرتا ہے، نہ کوئی ایسا نظام ہے جس کی وجہ سے جج وغیرہ سارے کے سارے قرآن وسنت کے پابند ہوسکیں۔

شریعت مطہرہ قاضیوں کے لئے قرآن وسنہ، فقہ، اصول فقہ، قواعد الفقہ کے جاننے کو لازمی قرار دیتی ہے جبکہ آئین اور قانون ان کو انگریزی قوانین کے اصول وضوابط تو بتاتا ہے لیکن قرآن وسنت کے قوانین نہیں بتاتا جس کی وجہ سے آج عدالتوں میں فیصلے نہیں ہو پا رہے اور قوم ان عدالتوں سے مایوس ہو چکی ہے۔

۱۸۔ شریعت مطہرہ اسلامی عدالت اور نظام عدالت کے لئے قرآن وسنت کی روشنی میں بہت سارے ایسے بہترین اصول وضع کرتی ہے جن کے ہوتے ہوئے ہر آدمی صحیح رخ پر چلتا ہے اور انصاف مل پاتا ہے اور ظلم کرنے سے ہر انسان بچتا ہے۔

جبکہ ملک کا موجودہ آئین اور قانون میں چند سطحی باتوں کے علاوہ کچھ موجود نہیں اور اگر ان باتوں پر بھی عمل نہ ہو تو کوئی میکینیزم نہیں ہے کہ کسی سے کوئی پوچھ گچھ ہو سکے۔ ملک میں لوگ قحط سے مر جائیں، لوگوں کو عدالتوں میں انصاف نہ ملنے پر عورتیں خودسوزیاں کریں۔ مقدمات درج کرانے کے لئے بڑی بڑی سفارشیں کرانی پڑیں۔ عدالتوں میں انصاف لینے کے لئے لاکھوں روپے خرچ کرنے پڑیں اور زندگی کی کئی بہاریں عدالتوں کی نظر کرنی پڑیں۔ ان تمام پریشانیوں کا آئین اور قانون میں کوئی حل نہیں تو ایسے مایوس کن آئین کو کیسے اسلامی کہہ دیا جائے۔

مہنگا ترین اور طویل ترین عدالتی نظام غیر اسلامی ہے

۱۹۔ شریعت مطہرہ قرآن وسنت کی روشنی میں عدالتی نظام کو اتنا آسان بناتی ہے کہ ہر انسان خود بھی اپنا مقدمہ لڑ سکتا ہے۔ قرآن وسنت کا مطالعہ کر کے بحث کرسکتا ہے۔ جبکہ موجودہ آئین اور

قانون یہ کہتا ہے کہ شہادتیں انگریزی میں ہوں گی، فیصلے انگریزی میں ہوں گے جو کہ قوم کے ساتھ ایک بہت بڑا ظلم ہے اور یہ ظلم پاکستان کا آئین اور قانون کرتا ہے۔ نیز یہ کہ شریعت مطہرہ تو یہ کہتی ہے کہ ملک کے دور دراز علاقے میں بھی کوئی ظلم وزیادتی ہو تو حکومت کی ذمہ داری ہے کہ وہ اس کا ازالہ کرے اور عدالتیں اس کا ازالہ کریں جبکہ ملک کا آئین اور قانون یہ نظام وضع کرتا ہے کہ عدالتوں میں انصاف لینے کے لئے لاکھوں روپے اور کئی سال عدالتوں کے چکر لگانے پڑیں۔

نیز یہ کہ شریعت مطہرہ تو ایک ایسا عدالتی نظام وضع کرتی ہے جس میں ایک غریب آدمی خود اپنا مقدمہ پیش کر سکتا ہو اسے وکیل کی کوئی ضرورت نہ ہو جبکہ ملک کا موجودہ آئین اور قانون ایک ایسا نظام وضع کرتا ہے جس میں جو جتنا مہنگا وکیل کرے گا اس کے لئے اتنے ہی مقدمے جیتنے کے مواقع ہوں گے اس لئے اس وقت عدالتوں میں مقدمہ جیتنے کے لئے بڑے سے بڑے مہنگے وکیل کرنے کی فکر کی جاتی ہے جو اسلام سے متصادم سوچ ہے۔

قصاص کا قانون لاگو نہ کرنا شریعت سے تصادم ہے

۲۰۔ شریعت مطہرہ تو یہ کہتی ہے کہ جان کے بدلے جان، آنکھ کے بدلے آنکھ، کان کے بدلے کان، دانت کے بدلے دانت اور زخموں کا بھی قصاص ہوگا جبکہ پاکستان کے قانون میں ان جرائم کے ہونے کی صورتوں میں غیر شرعی سزائیں دی جاتی ہیں۔ اگر کہیں شرعی سزائیں ہیں تو ان کے لئے ایسے قیود و حدود لگائی دی گئی ہیں کہ وہ عملاً ممکن ہی نہ ہوں اور نظام انگریزوں کا ہی چلے۔

۲۱۔ شریعت مطہرہ تو یہ کہتی ہے کہ اگر کوئی بھیانک جرم کرتا ہے تو اس کو ایسی سخت تعزیری سزا دی جائے کہ آئندہ کے لئے کسی کو یہ موقع نہ ملے کہ وہ ایسا کام کرے۔ پاکستان میں سالانہ سینکڑوں بچیوں کے چہروں پر تیزاب ڈال کر ان کی زندگی کو تباہ کر دیا جاتا ہے۔ وہ زندہ رہ کر مردوں کی سی زندگی بسر کرتی ہیں۔ شریعت مطہرہ یہ کہتی ہے کہ ایسی صورتوں میں ایسے ظالموں کو تعزیراً ان کے چہروں پر تیزاب ڈال کر مسخ کر دو تا کہ آئندہ کسی کو ایسی جرأت نہ ہو۔ جبکہ ملک کا

قانون اور آئین ایسے ظالموں اور جابروں سے نمٹنے میں قاصر نظر آتا ہے۔

انگریزوں کی مشابہت عظیم جرم ہے

۲۲۔ شریعت مطہرہ یہ کہتی ہے کہ "من تشبہ بقوم فھو منھم" جوکسی قوم سے مشابہت اختیار کرے وہ انہی میں شمار ہوتا ہے۔ پاکستان میں چونکہ انگریزوں کا قانون چل رہا ہے اس لئے عدالتوں کا چکر لگائیں تو وہاں ساری کی ساری باتیں انگریزوں والی نظر آئیں گی۔ لب و لہجہ انگریزوں والا، وضع قطع، لباس، زبان، اصطلاحیں انگریزوں کی۔ شہادتیں انگریزی زبان میں، فیصلے انگریزی زبان میں، جہاں اسلامی دور کے قاضیوں کی کوئی صفات نظر نہیں آتیں اور یہ سارے جرائم آئین کرتا ہے۔ ایسا مجرم آئین اسلامی نہیں ہوسکتا۔

چوری ثابت ہونے پر چند سال کی سزا دینے کا قانون بنانا کفر ہے اور قرآن کے حکم سے متصادم ہے

۲۳۔ اسلام تو یہ کہتا ہے کہ چوری کرنے والے پر جب چوری ثابت ہوجائے تو اس کا ہاتھ کاٹ دیا جائے۔

والسارق والسارقة فاقطعوا ايديهما جزاء بما كسب نكال من الله

ترجمہ؛ چوری کرنے والے مرد اور چوری کرنے والی عورت دونوں کا ہاتھ کاٹ ڈالو

یہ بدلہ ہے اس چیز کا جو انہوں نے کیا یہ سزا ہے اللہ تبارک وتعالی کی طرف سے

جبکہ ملک کا آئین اور قانون یہ کہتا ہے کہ اس کو پانچ سال کی سزا دی جائے گی۔ اگر صرف یہ بات عمل کی حد تک ہوتی تو ایک گناہ تھا لیکن جب اسلام سے متصادم قانون کو آئین نے قانون کا درجہ دیا تو یہ کفر ہے اور یہ کفر آئین کرتا ہے۔ یہ کہنا کہ قانون میں یہ حد موجود ہے یہ صرف دھوکہ اور فریب ہے۔ اس لیے آج تک ایک چور کے ہاتھ نہ کاٹے جا سکے۔

ڈاکہ ثابت ہونے پر چند سال کی سزا دینا کفر ہے اور قرآنی حکم سے متصادم ہے

۲۴۔ شریعت مطہرہ تو یہ کہتی ہے کہ ڈاکو کی سزا ہاتھ پاؤں کاٹنا ہے۔

انما جزاء الذین یحاربو ن الله ورسوله ویسعون فی الارض فساد ا ان یقتلوا او یسلبوا او تقطع ایدیهم و ارجلهم من خلاف

ترجمہ؛ بے شک بدلہ ان لوگوں کا جو اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ جنگ کرتے ہیں اور زمین مین فساد پھیلاتے ہیں ان کو قتل کیا جائے یا سولی دی جائے یا ان کے ہاتھ پاؤں کاٹے جائیں مختلف سمت سے

جبکہ پاکستان کا آئین اور قانون یہ کہتا ہے کہ اس کو چند سال کی سزا دی جائے گی اگر اس پر صرف عمل ہو تو یہ گناہ ہے لیکن اسلام کے حکم کو چھوڑ کر دوسرے حکم کو قانون کا درجہ دینا یہ کفر ہے اور اس کفر کو آئین روا رکھتا ہے۔ یہ کہنا کہ یہ حد قانون میں موجود ہے صرف دھوکہ اور فریب ہے۔اس لیے آج پاکستان ڈاکوؤں کی آماج گاہ بنا ہوا ہے لیکن ایک ڈاکو کو ہاتھ کاٹنے کی سزا نہ ہو سکی۔

شراب پینے والے کو چند سال کی سزا دینے کا قانون بنانا کفر ہے اور سنت رسول اللہ ﷺ سے متصادم ہے

۲۵۔ شریعت مطہرہ یہ کہتی ہے کہ شراب پینے والے کو 80 کوڑے لگائے جائیں لیکن پاکستان کا آئین اور قانون یہ کہتا ہے کہ اس کو چند سال قید کی سزا دی جائے گی۔اگر اس پر صرف عمل ہو تو یہ گناہ ہے لیکن اسلام سے متصادم حکم کو قانون کا درجہ دینا یہ کفر ہے اور یہ کفر آئین کرتا ہے اور جو آئین کفر کرتا ہے وہ اسلامی نہیں ہو سکتا۔حکم اور قانون بھی اسلامی نہیں۔

زنا ثابت ہونے پر چند سال کی سزا دینے کا قانون بنانا کفر ہے اور قرآن وسنت سے متصادم ہے

۲۶۔ شریعت مطہرہ تو یہ کہتی ہے کہ جو انسان شادی شدہ ہو کر زنا کرے اس کو سنگسار کیا جائے اور جو غیر شادی شدہ زنا کرے اس کو 100 کوڑے لگائے جائیں جبکہ پاکستان کا آئین اور قانون یہ کہتا ہے کہ جب زنا شادی شدہ سے ثابت ہو جائے۔

تو اس کو کچھ سال قید کی سزا دی جائے گی اور جب غیر شادی شدہ سے ہو تو اس کو بھی کچھ سال قید کی سزا دی جائے گی۔ اسلام سے متصادم حکم پر اگر صرف عمل ہوتا تو یہ گناہ ہے لیکن جب اس کو قانون کا درجہ دیا گیا تو یہ کفر ہے اور اس کو قانون کا درجہ آئین دیتا ہے تو آئین کیسے اسلامی ہو سکتا ہے۔ اور قانون کیسے اسلامی ہوسکتا ہے۔

قرآن مجید کا ایک اہم حکم اور اس سے روگردانی

اللہ تبارک وتعالی کا ارشاد گرامی ہے کہ

فَلْيَشْهَدَ عَذَابَهُمَا طَائِفَةٌ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ

ترجمہ؛ زانی اور زانیہ کے کے سزا کے وقت ایک جماعت مؤمنوں کی حاضر ہونی چاہیے

شریعت مطہرہ نے ایک اہم ضابطہ یہاں یہ بیان کیا ہے کہ جب مجرموں کو سزا دی جائے تو ایک جماعت اس کو دیکھے تا کہ باقی لوگوں کے لیے یہ عبرت بن جائے ہمارے ہاں آئین اور قانون میں اس سے متصادم قوانین ہیں اگر چہ سزائیں بعض اوقات تھانوں اور جیلوں میں کئی گنا اسلام کی سزاؤں سے زیادہ سخت ہوتی ہیں لیکن شریعت کا حکم یہ ہے کہ سزا دیتے وقت لوگوں کی ایک جماعت ہونی چاہیے جو اس کو دیکھے ہمارا آئین اور قانون قرآن کے اس حکم سے روگردانی کرتا ہے۔

شریعت مطہرہ میں قاضی کی صفات

۲۷۔ شریعت مطہرہ قاضی کے لئے ان صفات کو لازمی قرار دیتی ہے۔ جبکہ آئین اور قانون اس سے خاموش ہے۔

ا۔ وہ قران وسنہ کا علم رکھتا ہو۔ ۲۔ صحابہ کرام سے جو کچھ شریعت کے بارے میں مروی ہے اس کا علم رکھتا ہو۔ ۳۔ صرف ونحو کو جانتا ہو۔ ۴۔ عربی ادب کو جانتا ہو۔ ۵۔ اصول فقہ کو جانتا ہو۔ ۶۔ نیک صالح متقی ہو۔ ۷۔ قوانین اسلامی کا علم رکھتا ہو۔ ۸۔ بہادر ہو۔ ۹۔ لوگوں کے ہدیے قبول نہ کرتا ہو۔ ۱۰۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنے والا ہو۔ ۱۱۔ خصوصی دعوتوں سے بچتا ہو۔ جبکہ

پاکستان کا آئین اور قانون ان صفات کو ججوں کے لئے لازمی کرنے سے خاموش ہے اور ان کے نہ ہونے پر کوئی پوچھ گچھ نہیں کرتا جو کہ ایک مجرمانہ غفلت ہے۔ یہ مجرمانہ غفلت آئین کر رہا ہے۔

۲۸۔ قرآن وسنت کے علوم دوسو سے زائد اچھی صفات کی طرف متوجہ کرتے ہیں اس کے فضائل بتاتے ہیں تا کہ حکمران، افسران، رعایا، امیر اور غریب سارے کے سارے ان اچھی صفات کو اپنائیں اس سے ایک بہترین معاشرہ پیدا ہوتا ہے جو ایثار قربانی پر مشتمل ہوتا ہے اور جس میں جرائم کم سے کم ہوتے ہیں لیکن پاکستان کا آئین اور قانون ان اچھی صفات سے خالی ہے۔ کوئی اچھی صفات اپنائے تو ٹھیک نہ اپنائے تو ٹھیک۔ ترقی اور تنزلی کا اس پر کوئی معیار نہیں ہے جبکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ تو اپنے افسران کی نمازوں کو بھی دیکھا کرتے تھے کہ وہ نماز خشوع و خضوع سے پڑھتے ہیں کہ نہیں۔ ہمارا آئین، قانون کوئی وزیر، قومی اور صوبائی اسمبلی کا ممبر یا افسر نماز پڑھے یا نہ پڑھے، زکوۃ دے یا نہ دے روزہ رکھے یا نہ رکھے اور اس کے اندر صفات حمیدہ ہوں یا نہ ہوں آئین اور قانون کو اس سے غرض نہیں ہے، اس لئے کہ آئین اور قانون کا سارا ڈھانچہ سارے کا سارا انگریزوں سے لیا گیا ہے اور انگریزوں کے ہاں اچھی صفات کا کوئی واضح تصور نہیں ہے۔

صفات حمیدہ:

یعنی وہ صفات جن کو اختیار کرنا اور اپنانا حکام اور رعایا دونوں پر انتہائی ضروری ہے۔

(۱) نماز، روزہ، حج، زکوۃ کا اہتمام کرنا۔ (۲) صلہ رحمی کرنا۔ (۳) ہر ایک کے ساتھ شفقت، مہربانی کا سلوک کرنا۔ (۴) عاجزی، تواضع اختیار کرنا۔ (۵) تقوی کا اہتمام کرنا۔ (۶) ہر کام کو صرف اور صرف اللہ تبارک وتعالی کی رضا کے لیے کرنا۔ یعنی اخلاص کا اہتمام کرنا۔ (۷) مومنوں کا دل خوش کرنا۔ (۸) ہر ایک کے ساتھ عدل وانصاف کا اہتمام کرنا۔ (۹) نظروں کی حفاظت کرنا۔ (۱۰) طہارت کا اہتمام کرنا۔ (۱۱) خاموشی اور سکوت کا اہتمام کرنا۔ (۱۲) شکر اور صبر کا اہتمام کرنا۔ (۱۳) سخاوت کو اختیار کرنا۔ (۱۴) معاف کرنے

کا جذبہ اپنے اندر پیدا کرنا۔(۱۵)تفکر یعنی اللہ تبارک وتعالی کی کائنات اور تخلیق پر غور وفکر کرنا۔

(۱۶) چھوٹوں پر شفقت اور بڑوں کا اکرام کرنا۔(۱۷)اپنے گھر والوں اور اپنے ملازمین کو اعمال صالحہ کی تلقین کرتے رہنا اور ان کی کمی کوتاہیوں پر شرعی حدود کے اندر رہتے ہوئے سرزنش کرنا ۔(۱۸)جفاکشی کی زندگی بسر کرنا۔(۱۹)حتی الامکان کسی سے سوال نہ کرنا۔(۲۰)اللہ تبارک وتعالی پر کامل بھروسہ رکھنا کہ سارے اموراللہ کے امر سے ہوتے ہیں۔(۲۱)اللہ کی تقدیر پر راضی رہنا۔(۲۲)سادہ زندگی بسر کرنا۔(۲۳)سادہ کپڑے پہننا۔(۲۴)سادہ بودوباش اختیار کرنا۔(۲۵)انسانیت کی ہدایت اور اس کی خیر خواہی کے لئے ہروقت غمزدہ رہنا۔(۲۶)پریشان حالوں کی مدد کرنا۔(۲۷)اپنے عیوب پر نظر رکھنا۔(۲۸)امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنا۔(۲۹)محنت اور جدوجہد اختیار کرنا۔(۳۰) تمسخر،طنز،گالی گلوچ سے بچنا۔

(۳۱)مزاح کو شرعی حدود کے اندر رکھتے ہوئے بہت مختصر کرنا۔(۳۲)نیک کاموں کی طرف جلدی کرنا۔(۳۳)غصہ آئے تو غصے کو کنٹرول کرنا۔(۳۴)کوئی معافی طلب کرے تو اس کو معاف کردینا۔(۳۵)اپنی آنکھوں ،کان، زبان اورشرمگاہ کی گناہوں سے حفاظت کرنا۔(۳۶)تہجد کا اہتمام کرنا۔(۳۷)والدین کی خدمت کرنا۔(۳۸)اولاد کی قران وسنہ کی روشنی میں تربیت کرنا۔(۳۹)پڑوسیوں کے حقوق کا خیال کرنا۔(۴۰)صبح تہجد میں اٹھنے کا اہتمام کرنا اور زندگی کے امورصبح جلدی شروع کرنا۔(۴۱)سخت سے سخت حالات میں صبروشکر کے ساتھ رہنا۔(۴۲)وعدے کو پورا کرنا۔(۴۳)عہد پورا کرنا۔(۴۴)باوقار اور سنجیدہ رہنا۔(۴۵)قہقہ لگانے سے پرہیز کرنا۔

(۴۶)ہر ایک کی خاطر مدارات اور ہمدردی دل میں رکھنا۔(۴۷)بیماروں کی بیمار پرسی کرنا۔(۴۸)پریشاں حالوں کی پریشانی دور کرنا۔(۴۹)دینی یا دنیوی امور میں اپنے کو مشغول رکھنا۔(۵۰)استغفار ذکر اور تسبیح کا اہتمام کرنا۔(۵۱)ہروقت اللہ کی یاد میں مشغول

رہنا۔(۵۲) قران وحدیث سے تعلق جوڑنا۔(۵۳) قناعت کی زندگی اختیار کرنا۔(۵۴) بیوی کے حقوق کا خیال کرنا۔(۵۵) شوہر کے حقوق کا خیال کرنا۔(۵۶) نیک اورصلحاء کی معیت اختیار کرنا۔(۵۷) علم حاصل کرنا۔(۵۸) چھوٹوں سے غلطی ہوجائے اوروہ معافی مانگ لیں تو معاف کردینا۔(۵۹) اولاد اورشاگردوں اوردیگرلوگوں کو سزادینے میں شرعی حدود کا خیال رکھنا۔(۶۰) ظالم جابرحکمرانوں اورافسروں کے سامنے کلمہ حق کہنا۔

(۶۱) موت کو یادرکھنا۔(۶۲) کبھی کبھی قبرستانوں میں جانا۔(۶۲) قران وحدیث کا علم حاصل کرنا اوراس کو آگے پھلانا۔(۶۳) اورررازوں کی حفاظت کرنا۔(۶۴) ہرایک کی خدمت کرنا۔(۶۵) کسی کے سامنے اللہ تعالی کے فیصلوں پر شکوہ شکایت نہ کرنا۔(۶۶) دعاؤں کا خصوصی اہتمام کرنا۔(۶۷) صدقے کا اہتمام کرنا۔(۶۸) اپنے دل میں اللہ تبارک وتعالی کا خوف بسانا۔(۶۹) توبہ کا اہتمام کرنا۔(۷۰) زھد اختیارکرنا۔(۷۱) توحید اختیارکرنا۔(۷۲) خشیت الہی دل میں بسانا۔(۷۳) سچائی اختیارکرنا۔(۷۴) مراقبہ ومحاسبہ کا اہتمام کرنا۔(۷۵) موت کو یادرکھنا۔

(۷۶) تلاوت قران کا اہتمام کرنا۔(۷۷) تبلیغ کرنا۔(۷۸) قران وسنت کا علم حاصل کرنا۔(۷۹) امت کے مسائل کی فکرکرنا۔(۸۰) اولاد کی اچھی تربیت کرنا۔(۸۱) لوگوں کی کڑوی کسیلی باتوں کا برداشت کرنا۔

بری صفات

شریعت مطہرہ نے بہت سارے وہ کام جن سے معاشرہ تباہ ہوجاتا ہے ان کو ناجائز قراد دیا ہے اورانفرادی اوراجتماعی طور پر سب کی ذمہ داری قراردی ہے کہ وہ ان بری صفات سے بچیں۔اخبارات، جرائداورمیڈیا کی ذمہ داری ہے کہ قوم کوان صفات سے بچنے کی تلقین کریں۔

۱: شرک کرنا ۲: چوری کرنا۳: زنا کرنا۴: قتل کرنا۵: تہمت لگانا۶: بدعت کرنا ۷: خواہشات کی پیروی کرنا۸: اسراف کرنا۹: تمسخر کرنا۱۰: طنز کرنا۱۱: فحش گفتگو کرنا۱۲: شعائر اللہ کی

بے حرمتی کرنا ۱۳: جھوٹ بولنا ۱۴: بے حیائی پھیلانا ۱۵: تکبر کرنا ۱۶: فخر و مباحات کرنا ۱۷: ناپ تول میں کمی کرنا ۱۸: جھگڑنا ۱۹: استہزاء کرنا ۲۰: دھوکہ دینا ۲۱: خیانت کرنا ۲۲: رشوت لینا ۲۳: جادو کرنا ۲۴: شراب پینا ۲۵: گالی گلوچ کرنا ۲۶: جھوٹی گواہی دینا ۲۷: پست ہمتی کرنا ۲۸: طمع و لالچ کا ہونا ۲۹: دنیاوی امیدوں کا لمبا ہونا ۳۰: جہاد سے پہلوتہی کرنا ۳۱: برائی کا حکم دینا ۳۲: ریاء کاری کرنا ۳۳: شک کرنا ۳۴: ظلم و جبر کرنا ۳۵: جلد بازی کرنا ۳۶: ترش روئی سے پیش آنا ۳۷: فسق و فجور کرنا ۳۸: سخت دلی کا ہونا ۳۹: قطع رحمی کرنا ۴۰: بے کار باتیں کرنا ۴۱: نظروں کی حفاظت نہ کرنا ۴۲: قرآن سے تعلق نہ رکھنا ۴۳: احادیث سے تعلق نہ رکھنا ۴۴: علم دین حاصل نہ کرنا ۴۵: چغلی کرنا ۴۶: حدود سے تجاوز کرنا ۴۷: جلد بازی کرنا ۴۸: منافقت کرنا ۴۹: امانت میں خیانت کرنا ۵۰: سود لینا ۵۱: مداہنت فی الدین کرنا ۵۲: والدین کی نافرمانی کرنا ۵۳: بچوں کی اچھی تربیت نہ کرنا ۵۴: چھوٹوں پر شفقت نہ کرنا ۵۵: بڑوں کی عزت نہ کرنا ۵۶: بدہیئت رہنا ۵۷: افراط و تفریط سے کام لینا ۵۸: اپنے منصب کو ناجائز استعمال کرنا ۵۹: سستی سے کام لینا ۶۰: ناامیدی کا ہونا ۶۱: گانے اور موسیقی سننا ۶۲: شرعی پردے کا اہتمام نہ کرنا۔

نوٹ؛ اسلامی ریاست کی ذمہ داری ہوتی ہے کہ وہ حکمران اور رعایا میں صفات حمیدہ پیدا کرنے کی کوشش کرے اور صفات مذمومہ کے لیے نظام وضع کرے لیکن ہمارے آئین اور قانون میں نہ صفات حمیدہ کا ذکر ہے نہ اس کی طرف متوجہ کرنے کا کوئی نظام اسی طرح آئین اور قانون صفات مذمومہ کے لیے کوئی نظام نہیں ہے۔

اہل علم کا ایک اہم سوال

سوال؛ بعض اہل علم حضرات کے ذہنوں میں ایک اہم سوال پیدا ہوتا ہے کہ نجانے پاکستان کا قانون انگریزوں نے بنایا ہے تو اس میں وہ چیزیں جو اسلام سے متصادم نہیں ہیں ان کو ہم غیر شرعی کیسے کہیں گے اس لیے بعض علماء اور مفتیان کرام بھی یہ کہتے ہیں کہ پاکستانی قوانین میں جو چیزیں اسلام سے متصادم ہیں وہ تو غیر شرعی ہیں اور جو اسلام سے متصادم نہیں ان کو غیر شرعی کہنا

زیادتی ہے۔

جواب؛ اسلام نے قرآن وسنت کی روشنی میں اسلامی قوانین بنانے کی جو شرائط عائد کی ہیں ان میں سے اہم شرائط یہ ہیں۔ ﴿۱﴾ کہ قانون بنانے والا مؤمن ہو ﴿۲﴾ قرآن وسنت کا ماہر ہو ﴿۳﴾ ناسخ اور منسوخ کو جانتا ہو ﴿۴﴾ عربی جانتا ہو ﴿۵﴾ اصول فقہ جانتا ہو ﴿۶﴾ قوائدالفقہ جانتا ہو ﴿۷﴾ اور اس کو اجتہاد کا درجہ حاصل ہو ﴿۸﴾ اور پھر یہ بھی کہ قوانین اس وقت بنائے جائیں گے جب کہ ان مسائل کے لیے قرآن وسنت میں قوانین نہ ہوں اور پھر صحابہ کرام اور فقہاء عظام نے ان مسائل کے لیے قوانین مرتب نہ کئے ہوں۔

فائدہ؛ ذرا غور کریں کہ انگریز جو اٹھارہ سو ساٹھ سے لے کر 1935 تک قوانین بنا رہے تھے کیا ان میں یہ شرائط پائی جاتی تھیں اسلام میں تو ہر عالم بھی قوانین بنانے کا اہل نہیں ہے جب تک کہ اس میں مجتہدانہ استعداد نہ ہو تو جب ایک عام عالم 25،30 سال قرآن وسنت پڑھانے کے باوجود قوانین بنانے کے منصب پر فائز نہیں ہوسکتا جب تک اس میں مجتھدانہ بصیرت نہ ہو تو انگریزوں کو کیا یہ حق حاصل ہے کہ وہ قرآن وسنت کے مقابلے میں قوانین بنائیں اور پھر ان قوانین کو ہم شرعی کہہ دیں۔

ظلم کی انتہاء

برطانوی نظام کے تحت دنیا بھر میں جتنی بھی عدالتیں کام کر رہی ہیں پوری دنیا میں یہ ضابطہ بنایا گیا ہے سپریم کورٹ کی عدالت جو فیصلہ کرے گی وہ فیصلہ قانون کا حصہ بن جاتا ہے ایسے ہی ہائی کورٹ کی عدالتیں جو فیصلے کر رہی ہیں جب کہ ان کو سپریم کورٹ کالعدم قرار نہ دے وہ بھی قانون کا حصہ بن جاتا ہے امریکہ، برطانیہ، ہندوستان، کے انگریز ہندو سکھ، قادیانی اور لادین ججوں کے فیصلے قوانین کا حصہ بن کر ریفرنس بک کے طور پر تیار کی جاتی ہیں اور پوری دنیا میں دی جاتی ہیں اور پوری دنیا کی عدالتوں میں انکو بطور ریفرنس کے عدالت میں پیش کیا جاتا ہے کتنے ظلم اور دکھ کی بات ہے کہ انگریز، سکھ اور ہندو ججوں کے فیصلے تو کم از کم ریفرنس بک کا درجہ پا کر پاکستان

کی عدالتوں میں پیش کئے جا سکتے ہیں لیکن نعوذ باللہ اللہ تبارک وتعالی مقدس کلام قرآن مجید اور محمد عربی ﷺ کی احادیث مبارکہ کو اتنا درجہ بھی نہیں دیا گیا کہ وہ بطور ریفرنس کے عدالت میں پیش ہو جائیں کبھی جا کر بارکونسلوں کی لائبریریوں کو جائزہ لے لیں تو آپ کو ہندوستان کے ججوں کے فیصلوں کی کتابیں بطور ریفرنس بک لائبریریوں میں نظر آئیں گی جب قرآن وسنت کی کوئی تعبیر اور شرح شاید ہی نظر آئے گی اسی طرح قرآن وسنت اور قرآن وسنت سے مرتب کی ہوئی چودہ سو سال میں فقہاء امت نے جو قوانین کی کتابیں مرتب کیں وہ نعوذ باللہ بطور ریفرنس بک کے بھی قبول نہیں کی جاتی۔

سوال؛ بعض اہل علم حضرات کو یہ بھی مغالطہ ہے کہ پاکستان کے قوانین کی کتابیں صرف انگریزی میں ہیں اور وہ دفعات کی شکل میں ہیں باقی وہ قرآن والسنۃ سے متصادم نہیں ہیں وہ انتظامی مسائل سے متعلق ہیں۔

جواب؛ یہ بھی بہت بڑا دھوکہ اور فریب ہے جس میں بہت سارے حضرات پڑے ہوئے ہیں تحقیق نہ کرنے کی وجہ سے جب کہ حقیقت یہ ہے کہ اس وقت انگریزی قوانین کی تمام کتابیں جو پاکستانی عدالتوں میں رائج ہیں وہ ساری کی ساری غیر شرعی ہیں ان کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں ہے صرف کہیں کہیں اسلامی اصطلاحات کی پیوند کاری کی گئی ہے ورنہ اگر اہل علم ان کتابوں کا بغور مطالعہ کریں گے تو ان کا رشتہ اسلام سے نہیں ہے بلکہ انگریزوں سے ہے اس لیے ان کتب میں کہیں بھی نہ قرآن کا حوالہ ہے نہ سنت رسول ﷺ کا نہ اللہ تعالی کا ذکر ہے نہ اس کے نبی کا اور نہ صحابہ کرامؓ کا اور نہ فقہاء عظام کا، اور نہ چودہ سو سال میں لکھی جانے والی فقہاء امت کی وہ قانون کی کتابیں جو اسلامی حکومتوں کی عدالتوں میں رائج رہی۔ مثلا عالمگیری، مبسوط، شامی، بدائع الصنائع، بحرالرائق، فتاوی قاضی خان، فتاوی تاتارخانی۔

پاکستان کی عدالتوں میں مروجہ انگریزی کتب کا قرآن وسنت سے کوئی تعلق نہیں تحقیق فرمالیں بغیر تحقیق کے بات کرنے والے عنداللہ مجرم ہوں گے۔

1860ء سے 1935ء تک انگریزوں نے جو قوانین بنائے جو نہ تو مؤمن تھے اور نہ ہی قرآن وسنت جانتے تھے اور نہ اصول فقہ نہ قواعد الفقہ نہ ادب عربی وہ کیسے اسلامی ہو سکتے ہیں ان کتابوں کو تحقیق سے دیکھیں تو معلوم ہوگا کہ ان میں نہ کہیں قرآن وحدیث کا ذکر ہے اور نہ ہی اللہ تبارک وتعالی اور اس کے رسول اللہ ﷺ کا اور نہ ہی صحابہ کرام کا اور نہ فقہاء عظام کا اور نہ ان کتابوں کا جو قرآن وحدیث سے فقہاء امت نے چودہ سو سال میں مرتب کیں ہاں ایک دجل وفریب کے ذریعے انگریزی قوانین میں ہی کہیں کہیں پیوندکاری کی گئی مثلاً 302 ایکٹ ہے قتل کا وہاں لکھ دیا قتل عمد اور کہیں لکھ دیا قتل خطا اور کہیں لکھ دیا قصاص سرسری نظر میں دیکھنے والا یہ سمجھتا ہے کہ شاید یہاں کچھ اسلامی باتیں ہیں لیکن حقیقت یہ ہے کہ ہاتھی کے دانت دکھانے کے اور، اور کھانے کے اور۔ ان کتب کے اردو ترجمے بھی میسر ہیں جو بندہ نے منگوا کر مطالعہ کیا ہے اور 21 سال عدالتوں کے دھکے کھائے اور اس نظام اور قانون کو بہت قریب سے دیکھا اس لیے میں اللہ تبارک وتعالی کو حاضر ناظر جان کر یقین سے کہتا ہوں کہ موجودہ قوانین کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں اور جو علماء ان کو کسی درجے میں اسلامی کہتے ہیں انہوں نے تحقیق ہی نہیں کی۔ اور بندہ نے تو اپنے کئی پروگراموں کو ان علماء کو مناظرے کا چیلنج دیا جو پاکستان کے آئین، قانون اور نظام کو اسلامی کہتے ہیں اور الحمدللہ میرے پاس عرب علماء کے اس موضوع پر اہم کتابیں موجود ہیں جو اس بات کو تحقیق سے ثابت کرتی ہیں کہ انگریز کے بنائے ہوئے قوانین اور نظام کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

1	contract Act 1872	کون ٹریکٹ ایکٹ 1872	1872
2	The sale of good Acts 1930	دی سیل آف گڈز ایکٹ 1930	1930
3	Easement Act of 1882	ایزمنٹ ایکٹ 1882	1882
4	P.P.C 1860	پی۔پی۔سی 1860	1860
5	Trust act 1882	دی ٹرسٹ ایکٹ 1882	1882
6	specific relief act 1877	سپیسی فل ریلیف ایکٹ 1877	1877
7	partnership act 1932	پارٹنرشپ ایکٹ 1932	1932

8	The negotiable instruments act 1881	دی نگوشی ایبل انسٹرومنٹ ایکٹ 1881	1881
9	Transfer of property act 1882	ٹرانسفر آف پراپرٹی ایکٹ 1882	1882
10	The registration act 1908	دی رجسٹریشن ایکٹ 1908	1908
11	The succession act 1925	دی سک سیشن ایکٹ 1925	1925
12	Land acquisition act 1894	لینڈ ایکوزیشن ایکٹ 1894	1894
13	The dissolution of Muslim Marriage act 1939	ڈس سلیوشن آف مسلم میرج ایکٹ 1939	1939
14	The civil procedure code 1908	پنجاب ٹیننسی ایکٹ 1887	1887
15	Punjab tenancy act 1887	دی سول پروسیجر 1908	1908
16	The limitation act 1908	دی لمیٹیشن ایکٹ 1908	1908
17	The criminal procedure code 1898	دی کرمنل پروسیجر کوڈ 1998	1998
18	The stamp act ()of 1899	دی سٹیمپ ایکٹ 1899	1899
19	The suit valuation act 1887	دی سوٹ ویلیوایشن ایکٹ 1887	1887
20	The court fees act 1870	دی کورٹ فیس ایکٹ 1870	1870

دردمندانہ التماس:

کبھی وقت نکال کر ان کتابوں کا مطالعہ تحقیق سے کرلیں تو اندازہ ہو جائے گا کہ یہ اسلامی ہیں کہ نہیں اور جب یہ غیر اسلامی ہیں کفریہ ہیں تو جو آئین ان کفریہ قوانین کو قانون کا درجہ دیتا ہے تو یہ بھی کفر ہے اور یہ کفر آئین کرتا ہے ایسا آئین کیسے اسلامی ہوسکتا ہے اور کیسے اکابر علماء ایسا آئین بنا سکتے ہیں یہ سب باتیں بغیر تحقیق کے کی جا رہی ہیں کتنے علماء ایسے ہیں جنھوں نے آئین اور قانون کو دیکھا ہی نہیں اور بغیر دیکھے اسلامی اسلامی کی رٹ لگائے جا رہے ہیں جو انتہائی افسوس ناک طریقہ ہے۔

سوال؛ بعض حضرات کہ کہتے ہیں کہ آئین میں یہ لکھا ہے کہ قرآن وسنت سپریم لاء ہوگا تمام قوانین جو شریعت سے متصادم ہیں ان کو منسوخ کیا جائے گا سود کو ختم کیا جائے گا تو جب آئین میں یہ باتیں لکھ دی گئی ہیں۔ تو آئین کو کیسے غیر اسلامی کہا جائے گا۔

جواب؛ کوئی انسان مسلمان ہونے کا دعوی کرتا ہے کچھ کام اسلامی بھی کرتا ہے لیکن

بہت سارے کام ایسے کرتا ہے جو کفر کے زمرے میں آتے ہیں اور جس سے انسان دائرہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے اس سے کہا جاتا ہے کہ یہ تمہارے کام غیر اسلامی ہیں تو وہ کہتا ہے کہ میں ان کو چھوڑ دوں گا تو جب تک وہ ان کو نہیں چھوڑے گا تو اس کو مسلمان نہ کہا جائے گا۔

سوال؛ بعض حضرات کہتے ہیں کہ جمہوریت شوری کی جدید صورت ہے اسلامی میں شورائی نظام ہے جب کہ موجودہ جمہوری نظام بھی اس کے قریب تر ہے۔

جواب؛ بہت سارے علماء عرب وعجم نے جمہوریت کے موضوع پر کتابیں لکھیں کتابچے لکھے اور اس میں یہ کہا کہ جمہوریت غیر اسلامی ہے حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ اور حضرت مولانا مفتی رشید احمد لدھیانوی وغیرہ نے یہ لکھا ہے کہ جمہوریت کفر ہے تو پھر جمہوریت کو کیسے اسلامی کہہ دیا جائے پھر اسلام کے شورائی نظام میں پوری شوری اور حکومت عوام کی خادم ہوتی ہے اور حکومت اور شوری کے تمام افراد خادمانہ زندگی بسر کرتے ہیں اور عوام کو اپنا آقا اور مخدوم بنا کر رکھتے ہیں جب کہ موجودہ جمہوریت میں حکمران طبقہ آقا کی حیثیت رکھتا ہے اور مخدوم کی جب کہ پوری عوام غلام کی حیثیت رکھتی ہے پھر یہ بھی سوچیں کہ شورائی نظام میں حزب اختلاف، قائد حزب اختلاف، سپیکر، اور انتخابات کا موجودہ تصور کہیں دور دور تک نظر آتا ہے اور پھر دو تہائی اکثریت سے قوانین بنانے کا تصور اور دو تہائی اکثریت پر امیر کو مجبور ہونا یہ تصور اسلام میں نہیں ہے اور پھر عورتوں کا شوری میں بیٹھنا اسلامی تصور سے متصادم ہے پھر قوانین سازی کا حق پارلیمنٹ کے ارکان کو دینا چاہے وہ قرآن وسنت کے ماہر ہوں یا نہ ہوں ان میں قوانین بنانے کے لیے جو قرآن وسنت میں شرائط عائد کی ہیں وہ ان میں پائی جاتی ہیں کہ نہیں یہ تصور بھی اسلام میں نہیں ہے۔

سوال؛ بعض حضرات کہتے ہیں کہ آئین اور قانون میں بہت ساری اچھی باتیں موجود ہیں معاملہ صرف عمل کا ہے کہ عمل درآمد نہیں ہو رہا۔

جواب؛ بات یہ ہے کہ ہر مذہب میں اچھی باتوں کا ایک تصور ہوتا ہے وہ انگریزی

قوانین میں بھی ہے لیکن اس کو اسلامی نہیں کہا جا سکتا اور قرآن وسنت کے ضابطے، اصول الگ ہیں پھر کچھ اسلامی چیزوں کی اگر پیوندکاری کی گئی تو وہ اس مبہم انداز میں کی گئی کہ ان اسلامی چیزوں پر کبھی عمل ہو ہی نہ سکے اس لیے ضرورت اس بات کی ہے کہ تمام مسلمانوں کو چاہے وہ حکمراں ہوں یا رعایا وہ فوج ہو یا پولیس سب پر اس وقت فرض ہے کہ وہ انگریزوں کے بنائے ہوئے قوانین اور نظام اور اس کے محافظ غیر شرعی آئین سے علیحدہ ہوں اور قرآن وسنت کو اپنا آئین قانون نظام بنائیں اور اس کے لیے جدوجہد کریں جب تک پاکستان میں قرآن وسنت کا آئین قانون، نظام نہیں چلتا اس وقت تک پاکستان کے دیگر گوں مسائل کا حل ناممکن ہے انسانوں کے بنائے ہوئے قوانین پاکستان کی ڈولتی ہوئی کشتی کو بچا نہیں سکتے اب صرف اور صرف آسمانی قوانین یعنی قرآن وسنت کا نظام ہے جو پاکستان کو بچا سکتا ہے اور پاکستان کے مسائل حل کر سکتا ہے۔

آزادی کا غیر اسلامی تصور

آئین یہ کہتا ہے آزادی ہوگی تو اس سے مراد اسلامی آزادی نہیں ہے بلکہ اس سے مراد بے حیائی، فحاشی، عریانی کی آزادی ہے۔ جو چاہے اسلام کے خلاف بولے، صحابہ کرام کے خلاف بولے، مقدس ہستیوں کے خلاف بولے تو کوئی پوچھنے والا نہیں ہے۔ آئین اور قانون یہ کہتا ہے کہ اس ملک میں آزادی ہے جو چاہو کہو۔ آئین کہتا ہے مساوات ہونی چاہیں لیکن اس کی مراد مساوات سے عورت و مرد کی مساوات ہیں کہ عورتوں کو گھروں سے نکال کر وزیراعظم، وزیر، پارلیمنٹ کا ممبر، جج، مجسٹریٹ ہر میدان میں عورتوں کو مساوی حقوق دینا چاہتے ہیں جو کہ شریعت سے متصادم ہیں۔ بہت سارے لوگ آئین میں مساوات اور آزادی جیسے لفظ دیکھ کر کہتے ہیں کہ شاید یہاں ہمیں اسلام مل رہا ہے حالانکہ ایسا نہیں ہے۔

آخری گزارش

پاکستان کے بڑھتے ہوئے پریشان کن مسائل اور ان کا حل

پاکستان لاکھوں افراد کی قربانیوں سے اسلامی نظام کے لیے بنا تھا امید کی گئی تھی کہ پاکستان میں قرآن وسنت کا نفاذ ہوگا لیکن افسوس ایسا نہ ہو سکا دشمن کی چالوں نے مکر وفریب کے

ایسے جال بنے کہ پاکستان 65 سال گزرنے کے باوجود اسلامی نظام سے دور ہے اور مسائل اور مصائب کے اندر گھرا ہوا ہے ہر طرف ظلم وستم قتل وغارت گری، کرپشن عام ہے میڈیا میں فحاشی کا راج ہے بچیوں کی عصمت دریوں کے واقعات بڑھتے جا رہے ہیں بچیوں کے چہروں پر تیزاب ڈالا جا رہا ہے عدالتوں میں یومیہ لاکھوں، کروڑوں فیصلے قرآن وسنت کو چھوڑ کر انگریزی نظام کے مطابق کئے جا رہے ہیں اور کفر اور فسق اور ظلم کے ارتکاب کیا جا رہا ہے ارشاد باری تعالیٰ ''**ومن لم یحکم بما انزل اللہ فاولئک ھم الکافرون**'''' **ومن لم یحکم بما انزل اللہ فاولئک ھم الظالمون** ''''**ومن لم یحکم بما انزل اللہ فاولئک ھم الفاسقون**''

عدالتوں میں فیصلے دس سال، بیس سال، اور تیس سال پر محیط ہو جاتے ہیں۔ عدالتی نظام انتہائی مہنگا ہو چکا ہے، عوام کا اعتماد عدالتوں سے اٹھتا جا رہا ہے، اس لیے لوگ بہت سارے جرائم کی صورت میں خود ہی ملزموں کو سزائیں دے رہے ہیں، پاکستان میں میڈیا کی رپورٹیں موجود ہیں لاکھوں بدکاری کے اڈے کھلے ہوئے ہیں اور اس ملک کے طاقتور طبقہ بچیوں کی عصمت دریوں کا باعث بن رہا ہے، یہ رپورٹیں بھی میڈیا پر شائع ہوئیں کہ حیدر آباد کے ایک علاقے میں دو درجن سے زائد بچیوں کے فروخت کے اڈے ہیں جو پچاس سال سے چل رہے ہیں جہاں بچیاں پندرہ ہزار سے لے کر تین لاکھ تک فروخت کی جاتی ہیں، اغواء برائے تاوان کی وارداتوں نے قوم کا جینا حرام کر دیا ہے، فرقہ واریت قتل وغارت کی طرف جا رہی ہے پاکستان کے آئین میں علماء کرام کی کوششوں سے کچھ شقیں اسلام کے لیے (دھوکے اور فریب کے ساتھ) وعدوں کی شکل میں شامل کی گئی آج تک ان پر عمل نہ ہوا، سکولوں اور کالجوں میں بچیوں کے حجاب پر پابندی لگائی جا رہی ہے، میڈیا میں ننگا ناچ اور فحش اشتہارات دکھا کر قوم کے بچوں کو فحاشی کی طرف دھکیلا جا رہا ہے، مقدس ہستیوں کی توہین میڈیا پر جاری ہے اسلامی شعائر کی مذاق اڑایا جا رہا ہے، بلوچستان اور قبائل میں آگ لگی ہوئی ہے، بعض علماء، پیر، ڈاکٹر، وکیل، تاجر، صنعت کار، فیکٹری مالکان، دکانوں کے مالک، پلازوں کے مالک، گھروں کے مالکوں نے ہر چیز مہنگی کر دی ہے کہ قوم کا جینا دوبھر ہو رہا ہے، سود کی لعنت جس کے بارے میں قرآن یہ کہتا ہے یہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے اعلان جنگ ہے پورے ملک میں عام ہے شراب کی لعنت عام ہے، آئے دن کچی شراب پی کر کتنے نوجوان ابدی نیند سو جاتے ہیں اور شراب بیچنے والوں کو کوئی قرار واقعی سزا نہیں دی

جاتی، مخلوط نظام تعلیم نے طلباء اور طالبات میں پڑھنے کا شوق کم کر دیا ہے زیادہ وقت آپس میں گپ شپ لگانے اور فحش گفتگو پر سرف کرتے ہیں۔ دینی مدارس اور سکول و کالج میں دوریاں بہت بڑھ چکی ہیں، پاکستان میں حکومت کے کارندے کی عمومی طور پر لوٹ مار میں لگے ہوئے ہیں، آئے دن کرپشن کی اسکینڈل سامنے آتے ہیں میڈیا پر بحث ہوتی ہے لیکن اربوں کی کرپشن کرنے والے کروڑوں کے وکیل کر کے جو انتہا درجے کے ماہر ہوتے ہیں کہ کس طرح مؤکل کو چور دروازوں سے بچا کر اس کیس سے نکالنا ہے وہ وکلاء کروڑوں کی فیس لے کر ان چور دروازوں سے اربوں روپے کے کرپشن کرنے والوں کو بڑی آسانی کے ساتھ کرپشن سے بری کروا دیتے ہیں، جمہوری نظام اور آمرانہ نظام دونوں نے ملک کو تباہی کے دھانے پر لا کھڑا کیا ہے، اور ان کے قرآن وسنت کی روشنی کے بغیر فیصلوں نے قوم کو آپس میں دست و گریباں کر دیا ہے 50 لاکھ سے زائد افراد بے گھر ہو چکے ہیں، سینکڑوں بچے ماہانہ غربت افلاس غذائی قلت اور علاج معالجہ کی سہولت نہ ہونے کی وجہ سے مر جاتے ہیں اور حکمران اور سیاست داں بڑے بڑے محلات تیار کر رہے ہیں اور بعض سیاست داں اپنی طاقت کے اظہار کے لیے بڑے بڑے جلسے کر رہے ہیں جن پر کروڑوں روپے کے اخراجات آ رہے ہیں لیکن ان غریب بچوں کی طرف توجہ نہیں کرتے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا کہ اگر فرات کے کنارے ایک جانور بھی مر جاتے گا تو عمر سے اس کی مسؤلیت ہوگی لیکن پاکستان میں بچے بھوک اور افلاس سے مر رہے ہیں عورتیں غریب کی وجہ سے غلط راہوں کو اختیار کر رہی ہیں اور حکمرانوں اور افسران کی ٹھاٹھ باٹھ ختم نہیں ہوتے ان سارے مسائل کا حل کیا ہے؟

وہ عظیم رب جس نے سارا جہاں بنایا آسمان، زمین، سورج، چاند، ستارے، ہوائیں، پھل، پھول، سبزیوں، اناج، معدنیات، پیٹرول، ڈیزل، گیس، الغرض یہ کہ ہر چیز اللہ تبارک وتعالی نے اپنی قدرت سے تخلیق کی ہماری چھوٹی چھوٹی ضرورتوں کو مدنظر رکھا، جن چیزوں کی ضرورت جسم میں تھی، ان کو خوبصورتی کے ساتھ جسم میں سمویا، معصوم اور جن کی ضرورت باہر تھی ان کو زمین و آسمان کے خزانوں میں سمویا، فرشتوں کو ہماری حفاظت اور ہماری مختلف امور کی ڈیوٹی پر لگا دیا، ہماری رشد وہدایت کے لیے انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام اور صحابہ کرام کو منتخب فرمایا، آخر میں سردار دو جہاں آقا مدنی محمد عربی ﷺ الف الف مرۃ بعدد کل ذرۃ کو بھیجا اور انسانوں کی رشد وہدایت کے لیے وحی کے قطعی علم کے ذریعے قرآن وحدیث کو بھیجا جس میں انسانیت اور رشد

وہدایت کے سارے ہی پہلو کے مضامین موجود ہیں، وہیں ملک کا نظام چلانے کے لیے وہ عظیم رہنما اصول ہیں، جن کے ذریعے پورے ملک کا نظام ایک جنت کا سماء پیش کرتا ہے۔

اس لیے ہماری ذمہ داری ہے کہ مذکورہ تمام مسائل کے حل کے لیے خود بھی اسلامی نظام کی ہر ممکن کوشش کریں، ذہن سازی کریں، حکومت پر دباؤ ڈالیں۔اور فیس بک اور تقریر وتحریر کے ذریعے قوم کو اسلامی نظام کی طرف اور اس کے فوائد کی طرف متوجہ کریں۔اور حکومت سے بھی ہم یہ مطالبہ کریں کہ پاکستان کے تمام مسائل کے حل کے لیے قرآن وسنت کا نظام تمام شعبوں میں نافذ کرے۔حکمرانوں افسران، فوج، پولیس، تاجر، وکلاء، جج، فیکٹری مالکان، مزدور، علماء کرام، ڈاکٹر، مذہبی جماعتیں ودیگر جماعتیں سب کو قرآن وسنت کا پابند کیا جائے تمام متنازع چیزوں پر پابندی لگائی جائے مثلا جلوس، تعزیہ، دلدل، ذوالجناح، سینہ کوبی، مختلف قسم کے جھنڈے اور پنجے اور میڈیا کو پابند کیا جائے کہ وہ بھی متنازع چیزوں کو نہیں دکھائے گا۔

میڈیا کو اور ذرائع ابلاغ کو قرآن وسنت کا پابند بنایا جائے کہ وہ غیر شرعی مضامین تصاویر شائع نہیں کریں گے اور میڈیا کو قرآن وسنت کی روشنی میں قوم کی تعلیم وتربیت کی طرف لگایا جائے اور اس کو پابند کیا جائے کہ وہ تعمیری، تربیتی، تعلیمی، طبی، سائنسی، فنی، اور اصلاحی پروگرام پیش کرے گا۔ایسے پروگرام جس سے آپس میں جھگڑے ہوں لڑائیاں ہوں ان سے اجتناب کرے گا۔عدالتوں میں قرآن وسنت کو نافذ کیا جائے اور قرآن وسنت کی روشنی میں مرتب قوانین کی کتابوں کو مثلا عالمگیری شامی، وغیرہ کو بطور قانون نافذ کیا جائے، ججوں کے ساتھ علماء کرام کو ساتھ معاون جج بنایا جائے علماء کرام انشاءاللہ دس سے پندرہ ہزار میں تنخواہ پر انشاءاللہ کام کریں گے۔ورنہ یہ تنخواہیں انشاءاللہ اہل مدارس برداشت کرلیں گے۔موبائل عدالتیں، قائم کی جائیں جہاں قتل ہو یا چوری اور ڈکیتی اور اغواء کی واردات ہو، یا چہرے پر تیزاب ڈالا جائے یا کسی کو علم ہو تو وہیں موبائل عدالت پہنچے اور پانچ سے پندرہ دن میں فیصلہ وہیں سنائے اور میڈیا کے ذریعے پوری قوم کو جرم بتلائیں اور سزائیں پوری قوم کے سامنے قرآن وسنت کے مطابق دی جائیں حدود کا نفاذ کیا جائے سود کا خاتمہ کیا جائے زندگی کے مختلف شعبوں میں ہر طرف لوٹ مار کا عالم ہے اس کی وجہ قرآن وسنت کے اندر جو انسانیت پر شفقت مہربانی کے ارشادات ہیں اور ان کے فضائل سے عدم آگاہی ہو پوری قوم کو میڈیا اور ذرائع ابلاغ کے ذریعے شفقت پیار محبت کے فضائل بتلائے جائیں اللہ

تبارک وتعالی کے حقوق، حضورﷺ کے حقوق، صحابہ کرام کے حقوق، قرآن مجید کے حقوق، شریعت کے حقوق، والدین کے حقوق، اولاد کے حقوق، شوہر بیوی کے حقوق، عزیز واقارب کے حقوق، پڑوسیوں کے حقوق، اہل محلّہ کے حقوق، بیماروں کے حقوق، حکمرانوں کے حقوق، رعایا کے حقوق، تاجروں کے حقوق، خریداروں کے حقوق، ڈاکٹروں کے حقوق، مریضوں کے حقوق، مل مالکان کے حقوق، مزدوروں کے حقوق، کام کرانے والوں کے حقوق، خدام اور مزدور مستریوں کے حقوق، گاڑی والوں کے حقوق، راستے میں چلنے والوں کے حقوق، ان سب کو قرآن وسنت کی روشنی میں مرتب کر کے میڈیا اور ذرائع ابلاغ کے ذریعے بار بار نشر کیا جائے۔

اسلام میں 200 سے زائد اچھی صفات ہیں جن کو اختیار کرنا حکمرانوں افسران اور رعایا کے تمام شعبوں کے لوگوں کے لیے ضروری ہے اور قرآن وحدیث میں ان کے بہت فضائل ہیں اور اسی سے معاشرہ سنورتا ہے ان صفات حمیدہ کو میڈیا اور ذرائع ابلاغ کے ذریعے روشناس کروا جائے ان کے فضائل بتلائیں جائیں ان پر کتابیں شائع کی جائیں

اسلام میں حکمرانوں اور افسران کے لیے ساٹھ صفات کا ہونا ضروری ہے ان صفات کے اختیار کرنے کو حکمرانوں اور افسران کو ترغیب دی جائے اور آہستہ آہستہ ان کے لیے ان صفات کے ہونے کو لازمی قرار دیا جائے صفات مذمومہ یعنی بری صفات جو ڈیڑھ سو کے قریب ہیں جن کے پیدا ہونے سے انسان اور معاشرہ تباہ ہو جاتا ہے اور قرآن وحدیث میں ان صفات مذمومہ کے بہت سارے نقصانات بتلائیں ہیں دنیا بھی تباہ ہوتی ہے آخرت بھی اور اللہ تبارک وتعالی اور اس کے رسول بھی ناراض ہوتے ہیں ان صفات مذمومہ کو میڈیا اور ذرائع ابلاغ کے ذریعے سے پھیلایا جائے اور لوگوں کو ترغیب دی جائے کہ صفات مذمومہ سے بچیں ضرورت پڑے تو اس پر سختی بھی کی جائے اور صفات مذمومہ سے آگاہی کو حکمرانوں اور رعایا کے تمام شعبوں پر لازم قرار دیا جائے۔

☆ تمام مقدس ہستیوں یعنی انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام, جناب نبی اکرمﷺ, صحابہ کرام, اہل بیت عظام, فقہاء کرام, محدثین, مجاہدین، کی سیرت طیبہ سے قوم کو روشناس کروایا جائے اور ان کے ارشادات اور عظیم رہنما اصول جن میں دنیا اور آخرت کی بھلائیاں ہیں وہ پوری قوم کو میڈیا ذرائع ابلاغ اور اچھی کتابیں شائع کر کے آگاہ کیا جائے

☆ مخلوط نظام تعلیم کی وجہ سے طلباء اور طالبات میڈیا کی رپورٹیں یہ ہیں کہ وہ پڑھتے کم ہیں غیر تعلیمی سرگرمیوں میں مصروف ہو جاتے ہیں جس سے تعلیم کا نقصان ہو جاتا ہے اس پر مخلوط نظام تعلیم پر پابندی لگائی جائے تمام تعلیم گاہیں عورتوں اور مردوں کے لیے علیحدہ کی جائیں

☆ پاکستان میں تمام اضافی زمینیں غریبوں میں تقسیم کی جائیں کم از کم ایک کنال کی زمین جس میں ہر انسان اپنا اور اپنے بچوں کا سر چھپا سکے وہ ہر ایک کو دیا جائے چاہے وہ مسلمان ہو یا ہندو عیسائی، سکھ، وغیرہ،

☆ حکمرانوں اور افسران کو قرآن وسنت کی روشنی میں اسراف کے نقصانات بتائے جائیں اور سادگی اور زہد کی فضائل بتائیں جائیں اور ان کو پابند بنایا جائے کہ وہ محلات میں نہیں رہیں گے بادشاہوں اور شہزادوں کی زندگی بسر نہیں کریں گے تمام وہ زمینیں جو انگریزوں نے اپنے مفادات کی خاطر جاگیرداروں کو دیں وہ زمینیں واپس لے کر غریبوں میں تقسیم کیں جائیں۔

☆ تمام غریب ناداروں کے لیے جو کسی وجہ سے خود کما نہ سکتے ہوں معذور ہوں یا یہ کہ وہ مستورات ہوں ان کے لیے فوری طور پہ وظائف جاری کئے جائیں۔

☆ تمام طبقوں کے لیے سپیکر کے استعمال کو محدود کرنے کا قانون بنایا جائے اور سپیکر کو بقدر ضرورت استعمال کیا جائے۔

☆ مقدس ہستیوں پر سب وشتم پر سخت جرم قرار دیا جائے اور اس پر قرآن وسنت کی روشنی میں سخت سزائیں دی جائیں۔

☆ پرویز مشرف نے جو ظالمانہ یوٹرن لیا تھا اور یہود ونصاریٰ سے رشتہ جوڑا تھا اور اس سے ملک میں قتل وغارت گری شروع ہوئی تھی اس یوٹرن کو ختم کیا جائے۔ اور فوج اور مجاہدین کے درمیان جو غلط فیصلوں کی وجہ سے دوریاں قائم ہوئیں ان دوریوں کو قرآن وسنت کی روشنی میں ختم کیا جائے۔

☆ سکول ومدارس کے نصاب کو آپس میں قریب کیا جائے۔

☆ پورے ملک میں ہر سو کلومیٹر پر ایک مرکز تعاون بنایا جائے جس میں مسافر خانہ، مسجد اور ضروریات زندگی کو پوری کرنے کے لئے دکانیں موجود ہوں اور اشیائے ضرورت کو انتہائی سستے داموں مہیا کیا جائے۔

☆ مسجد میں عورتوں کے لیے الگ حصہ مقرر کیا جائے ان کے وضو خانے، باتھ روم علیحدہ ہوں۔

☆ سیر گاہیں تین قسم کی بنائی جائیں (۱) صرف مردوں کے لیے (۲) صرف عورتوں کے لیے (۳) وہ سیر گاہیں جن میں عورتیں اور مرد دونوں بچوں کے ساتھ جاسکیں لیکن شرعی پردے کے اہتمام کے ساتھ۔

☆ تمام ہسپتالوں میں اور دفتروں میں عورتوں اور مردوں کے لیے الگ حصے قائم کئے جائیں مردوں والے حصے میں مرد ہی کام کریں اور مرد حضرات ہی داخل ہوں عورتوں والے حصے میں عورتیں ہی کام کریں یعنی ملازمت اور عورتیں ہی اندر داخل ہوں اسی طرح بازار بھی عورتوں اور مردوں کے لیے علیحدہ قائم کئے جائیں۔

نوٹ؛ تمام احباب سے گزارش ہے اگر آپ ان گزارشات سے متفق ہیں تو ان گزارشات کی کاپی کروا کر لوگوں سے دستخط کروائیں اور حکمرانوں کو ارسال کریں اور لال مسجد میں بھی ارسال کریں۔اور میڈیا کے ذریعے ان مطالبات اور گزارشات کی خوب تشہیر کریں اور اگر آپ کے ذہن میں کچھ اور اچھی تجاویز ہوں تو ان کو بھی ارسال کریں تا کہ ان کو ان گزارشات کا حصہ بنایا جائے۔

تفصیل کے لیے چند اہم کتابوں کا مطالعہ کریں جو انتہائی فائدہ مند ہے۔

(۱) تنویر الظلمات بکشف مفاسد وشبهات الديمقراطية والانتخابات

(۲) الاحکام الٰهيه لا القوانين الجاهليّه(عربی)

(۳) کیا پاکستان کا آئین اسلامی ہے(شیخ الحدیث مولانا نورالھدی صاحب)

(۴) سپیدہ سحر (ڈاکٹر ایمن الظواہری)

(۵) پاکستان کے مسائل کا حل اسلامی نظام میں ہے(محمد عبدالعزیز غازی)

(۶) جمہوریت ایک پرفریب طاغوتی نظام (ڈاکٹر سید اقبال)

(۷) اسلامی انقلاب کی کوشش کیوں فرض (ڈاکٹر سید اقبال)

نوٹ؛ یہ کتابیں جامعہ حفصہؓ کے Face Book Page پر ملاحظہ کی جاسکتی ہیں اور نہ ہوں تو طلب کر سکتے ہیں آپ کو Mail کر دی جائیں گی کوشش کریں کہ ان کتابوں کو چھپوا کر خوب عام کریں اور اسلامی انقلاب کی کوششوں میں حصہ دار بنیں اور اللہ تبارک وتعالیٰ کی زمین پر اللہ تبارک وتعالیٰ کا نظام لانے والوں میں اپنا نام ڈلوالیں۔

محمد عبدالعزیز غازی

خطیب لال مسجد اسلام آباد

۸ صفر المظفر ۱۴۳۶ھ

............☆☆☆............